﴿بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۰

جمعۃ المبارک ۷ رفروری ۲۰۰۳ء

۵رذوالحجہ ۱۴۲۳ہجری قمری ۷رتبلیغ ۱۳۸۲ہجری شمسی

شمارہ ۶

دلی خوشی سے قربانیاں کرنے کی تاکید

حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عیدالاضحیہ کے دن (قربانیوں کے) خون بہانے سے بڑھ کر کسی بندے کا کوئی اور عمل خدا تعالیٰ کو پسند نہیں۔ یہ قربانیاں قیامت کے دن اپنے سینگوں اور اپنے بالوں اور اپنے سُمّوں کے ساتھ آئیں گی۔ اور (قربانیوں کا یہ) خون زمین پر گرنے سے قبل خدا تعالیٰ کے حضور ایک بلند مرتبہ پا جاتا ہے اس لئے انہیں دلی خوشی سے قربان کیا کرو۔

(ترمذی۔ کتاب الاَضَاحِی)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے

یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے۔

”پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے۔ غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے۔ کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کے لئے ہے۔ جب تک انسان پورے طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالیٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مومن اور سچا مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں۔ اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اس کی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالیٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں۔ جس طرح ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے۔ پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون تک کو اسی انجن کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا قائل ہو سکتا ہے؟ اور اپنے آپ کو اِنِّیۡ وَجَّہۡتُ وَجۡہِیَ لِلَّذِیۡ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے دل سے بھی ادھر کی طرف متوجہ ہو تو لاریب وہ مسلم ہے۔ وہ مومن اور حنیف ہے۔ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادھر بھی جھکتا ہے وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے کیونکہ اس پر وہ وقت آ جانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف نہ جھک سکے۔

ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ ہے کہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو رُوح اور دل بھی اس کی طرف جھکتا ہے اور رُوح اور دل کی طاقتیں بھی (اس درخت کی طرح جس کی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جائیں اور پرورش پالیں) ادھر ہی جھک جاتی ہیں اور خدائے تعالیٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اس کے دل میں پیدا ہو کر اُسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے۔ جیسے وہ شاخیں پھر دوسری طرف مُڑ نہیں سکتیں اسی طرح پر وہ دل اور رُوح دن بدن خدائے تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے۔ اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تا کہ اوّلاً وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو۔ پھر رفتہ رفتہ وہ وقت آ جاتا ہے کہ انقطاع کلّی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذّت کا وارث ہو جاتا ہے۔

میں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں۔ افسوس ہے مجھے وہ لفظ نہیں ملتے جس میں مَیں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی بُرائیاں بیان کر سکوں۔ لوگوں کے پاس جا کر منّت و خوشامد کرتے ہیں۔ یہ بات خدائے تعالیٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے (کیونکہ یہ تو لوگوں کی نماز ہے) پس وہ اس سے ہٹتا اور اُسے دور پھینک دیتا ہے۔ میں موٹے الفاظ میں اس کو بیان کرتا ہوں گو یہ امر اس طرح پر نہیں ہے مگر فوراً سمجھ میں آ سکتا ہے کہ جیسے ایک مردِ غیّور کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا بلکہ بسا اوقات ایسی وارداتیں ہو جاتی ہیں ایسا ہی جوش اور غیرت الوہیت کی ہے۔ جب عبودیت اور دعا خاص اسی ذات کے مدمقابل ہیں وہ پسند نہیں کر سکتا کہ کسی اور کو معبود قرار دیا جائے یا پکارا جائے۔

پس خوب یاد رکھو اور پھر یاد رکھو! کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے۔ نماز اور توحید کچھ ہی ہو (کیونکہ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے) اسی وقت بے برکت اور بے سُود ہوتی ہے جب اس میں نیستی اور تذلّل کی رُوح اور حنیف دل نہ ہو۔ سُنو وہ دُعا جس کے لئے اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ (المومن:۶۱) فرمایا ہے اس کے لئے یہی سچی رُوح مطلوب ہے۔ اگر اس تضرّع اور خشوع میں حقیقت کی رُوح نہیں تو وہ ٹیں ٹیں سے کم نہیں ہے“۔ (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۱۰۔۱۲۔ مطبوعہ لندن)

جب انسان خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آ جاتا ہے اور ظل اللہ بنتا ہے، پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ اس مرتبہ میں کل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے۔

خدا تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔

(غلاموں، خادموں، پڑوسیوں، لڑکیوں اور یتیموں کے ساتھ آنحضرت ﷺ کی شفقت و رحمت کے روح پرور واقعات اور حسین تعلیم کا تذکرہ۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے خادموں کے ساتھ شفقت کے مختلف واقعات کا بیان)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۱ر جنوری ۲۰۰۳ء)

(لندن ۳۱رجنوری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے آیت کریمہ ﴿لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ...... الخ﴾ کی تلاوت اور ترجمہ پڑھ کر سنایا اور پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ارشاد کے حوالہ سے بتایا کہ جب انسان خدا تعالیٰ کی چادر کے نیچے آ جاتا ہے اور

ظل اللہ بنتا ہے، پھر وہ مخلوق کی ہمدردی اور بہتری کے لئے اپنے اندر ایک اضطراب پاتا ہے ۔ ہمارے نبی کریم ﷺ اس مرتبہ میں کُل انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے۔

حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک ارشاد بھی پڑھ کر سنایا جس میں آپ نے جماعت کو نصیحت فرمائی ہے کہ خدا تعالیٰ سے ڈرو اور دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کے اپنے خادموں اور غلاموں سے حسن سلوک کی مختلف مثالیں بیان فرمائیں۔ ایک دفعہ ایک شخص نے آنحضورؐ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! مَیں اپنے خادم کا کتنا قصور معاف کروں۔ آپؐ پہلے تھوڑی دیر چپ رہے ۔ اس نے پھر یہی پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: ہر روز ستّر دفعہ‘‘۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ستّر سے بعینہٖ ستّر دفعہ مراد نہیں۔ یہ عربی کا محاورہ ہے ۔ اس سے مراد ہے کثرت کے ساتھ۔ ایک روایت میں جو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے ، ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غلاموں کے ساتھ برا سلوک کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ حضرت انسؓ جنہیں لمبا عرصہ تک آنحضرت ﷺ کی خدمت کی سعادت حاصل ہوئی بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم! مَیں نے نو سال تک حضورؐ کی خدمت کی۔ مجھے علم نہیں کہ آپؐ نے کبھی فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا، یا کوئی کام نہ کیا ہو تو فرمایا ہو کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا۔ اور نہ ہی کبھی آپ نے مجھ میں کوئی عیب نکالا۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت عائشہؓ کی روایات بھی بیان کیں کہ کس طرح آنحضرتؐ حضرت زیدؓ اور ان کے بیٹے حضرت اسامہؓ سے نہایت محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ صرف یہی نہیں آپ کے صحابہ بھی خادموں اور غلاموں سے بہت پیار کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت اسامہ بن زیدؓ کے لئے ۳۵۰۰ درہم اور اپنے بیٹے کے لئے ۳۰۰۰ درہم وظیفہ مقرر کیا۔ حضرت ابن عمر نے پوچھا کہ آپ نے اسامہ کو مجھ پر ترجیح کیوں دی ہے۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ اس کا باپ زید تیرے باپ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھا اور اسامہ تجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کو محبوب تھا۔ اور مَیں نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی شفقت و رحمت کے واقعات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ایک دفعہ ایک بدوی مسجد کے پہلو میں کھڑا ہوا اور وہاں پیشاب کردیا۔ اس پر لوگوں نے چلّانا شروع کردیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اسے چھوڑ دو۔ جب وہ اطمینان سے پیشاب سے فارغ ہوگیا تو آپؐ نے پانی کا ڈول لانے کا ارشاد فرمایا اور اس جگہ پانی بہادیا گیا۔

آنحضرت ﷺ نے بیمار بھائیوں کے لئے جو دعا سکھائی اس میں یہ بھی ذکر ہے کہ اے ہمارے ربّ جیسے تیری رحمت آسمان پر ہے اسی طرح زمین پر بھی اپنی رحمت برسا اور اپنی رحمت اور اپنی شفا میں سے کچھ شفا اس تکلیف پر بھی نازل فرما کہ یہ ٹھیک ہوجائے۔

حضور ایدہ اللہ نے پڑوسیوں سے حسن سلوک سے متعلق آنحضرتؐ کے ارشادات میں سے بھی بعض پڑھ کر سنائے ۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تُو کوئی سالن پکائے تو اس میں پانی زیادہ ڈال لیا کر اور اپنے ہمسایوں کا خیال رکھا کر۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہاں یورپ میں تو غریب ہمسائے نہیں ملتے، سب ہی کھاتے پیتے ہیں ۔ لیکن جماعت کے ذریعہ ایسا انتظام ہے کہ دوسرے ممالک میں روپیہ بھجوا دیا جاتا ہے جہاں غرباء کے لئے کھانے وغیرہ کا انتظام ہوجاتا ہے۔ آنحضرتؐ کا ایک ارشاد ہے کہ مومن وہ نہیں جو خود سیر ہو اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا سویا رہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ آنحضرتؐ میرے ہاں استراحت فرمارہے تھے کہ ہمسایہ کی بکری آئی اور وہ روٹی جو آپ نے حضورؐ کے لئے پکا رکھی تھی وہ اٹھالی۔ آپ اس کو پکڑنے کے لئے جانے لگیں تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ دیکھو اس بکری کی وجہ سے پڑوسی کو تکلیف نہ دینا۔

حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ آنحضرتؐ کی تربیت کا ایسا اثر تھا کہ صحابہ اپنے غیر مسلم یہودی ہمسایوں کا بھی خیال رکھتے تھے۔ حضرت ابن عمرؓ نے ایک دفعہ ایک بکری ذبح کی تو گھر والوں سے دریافت کیا کہ تم نے یہودی ہمسائے کو بھی اس کا گوشت بھیجا یا نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرتؐ کی لڑکیوں سے رأفت اور رحمت کے واقعات بھی بتائے اور آپؐ کے ارشادات سے آگاہ کیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا ہے کہ جس کی لڑکی ہو اور وہ اس کو زندہ باقی رہنے دے اور اس کی بے توقیری نہ کرے اور نہ اس پر لڑکے کو ترجیح دے تو خدا اسے جنت میں داخل کرے گا۔

اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ نے یتیم کی دلداری اور یتیموں سے شفقت کے واقعات بھی بتائے اور اس سلسلہ میں صحابہ کے نمونوں کا بھی ذکر فرمایا۔ اس کے بعد حضور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ سے خادموں سے شفقت و رحمت کے کئی واقعات بیان فرمائے ۔ ایک یتیم لڑکا فجّا نامی حضور کا خادم تھا ایک دفعہ گرم پانی گرنے سے وہ جل گیا تو حضور کو سخت صدمہ ہوا اور آپ ہمہ تن اس کے علاج میں مشغول ہو گئے ۔ ایک دفعہ ایک عورت نے حضورؑ کے گھر سے چاول چرالئے ۔ اس پر گھر میں شور پڑا۔ حضرت مسیح موعودؑ تشریف لائے اور فرمایا یہ غریب عورت ہے اسے کچھ چاول دے کر رخصت کرو۔ علاقہ کی غریب عورتیں دوا لینے کے لئے آپ کے پاس آتیں اور آپ بڑی توجہ سے ان کا علاج کرتے ۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مسیح موعودؑ کی اسی سنّت کی اتباع میں مَیں نے بھی اپنے گھر پر دوائیں رکھی تھیں اور بہت سی عورتیں بچے علاج کے لئے میرے پاس آتے تھے۔ بعض بچوں کو چھوت کی بیماریاں بھی ہوتی تھیں لیکن خدا کے فضل سے کبھی اس کا اثر مجھ پر اور ہمارے بچوں پر نہیں ہوا۔

ترا پھول پھول چہرہ مَیں سدا بہار دیکھوں

ترا پھول پھول چہرہ مَیں سدا بہار دیکھوں
وہ گھڑی کبھی نہ آئے تجھے بیقرار دیکھوں

اے مکین دل تجھی سے ہے جہانِ دل کی رونق
مری دھڑکنیں دعا دیں تجھے برگ و بار دیکھوں

تری دید سے سوا ہو مِرا شوقِ دید ہر پل
کبھے چشمِ نم مچل کے تجھے باربار دیکھوں

کبھی خواب بن کے اترے میرے صحنِ دل میں جب تو
دل خانہ سیاہ کو بصد افتخار دیکھوں

تری دید کا یہ عالم نہیں آنکھ کو گوارا
گلِ رخ پہ آئے شبنم تجھے اشکبار دیکھوں

شب ہجر میں تو آخر آئے گا چاند بن کر
پئے دلبرا میں کب تک رہ انتظار دیکھوں!

ترے عشق کی منادی سے نہ رک سکوں گا ہرگز
سرِ دار جھول جانا گو ہزار بار دیکھوں

اے مرے حبیب آقا تجھ کو شفا مبارک
تجھ پہ خدا کی رحمت یونہی بے شمار دیکھوں

(ضیاء اللہ مبشر)

گی آنا (جنوبی امریکہ) کے ۲۲ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

ممتاز شخصیات کی شمولیت ۔ ریڈیو، ٹی وی، اخبارات میں کوریج

(رپورٹ: عبدالرحمن خان مبلغ گی آنا)

جماعت احمدیہ گی آنا کا ۲۲واں ملکی جلسہ سالانہ نومبر ۲۰۰۲ء کو جارج ٹاؤن کے سٹی ہال میں منعقد ہوا۔

امسال خصوصیت سے با حیثیت افراد کو جلسہ پر مدعو کیا گیا جن میں صدر مملکت، وزیر اعظم، وائس چانسلر یونیورسٹی آف گی آنا۔ ادارہ قانون کے انچارج، پولیس افسران، وزراء اور حکومت کے افسران اور سفارتی نمائندوں وغیرہ کو دعوت نامے بھیجے گئے ۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ اہم افراد تک پیغام احمدیت پہنچایا جائے۔

امسال جلسہ سالانہ کے لئے نیشنل ریڈیو (جی بی سی)، گیانا ٹی وی، VC Tv اور NBTv پر اشتہارات دئے گئے ۔ اسی طرح جلسہ کے لئے ایک خوبصورت Brochure اور پروگرام شائع کرائے گئے۔ اسی طرح سٹیج پر صد سالہ جشن تشکر والا Logo بنایا گیا جو بہت بھلا معلوم ہوتا تھا۔

مہمانوں میں جارج ٹاؤن کے میئر، امریکہ کے نائب سفیر، سوامی آشکر نند، سینٹ فلپ سیکنڈری سکول کی ہیڈ مسٹرس اور دیگر دینی اداروں کے نمائندے شامل تھے۔

جلسہ سالانہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ پیش کیا گیا۔ مولانا الحسن بشیر آنن صاحب مبلغ انچارج نے اپنی افتتاحی تقریر "Peace & Reconciliation for development" کے موضوع پر کی جس میں آیات قرآنیہ سے سیاسی اور انفرادی امن کا حل پیش کیا اور احادیث نبوی ﷺ بھی پیش کیں ۔ اس موقعہ پر امن، اتحاد اور ملک کی ترقی کے لئے دعا کی گئی۔

مہمان خصوصی مسٹر ہیملٹن گرین نے جو کہ جارج ٹاؤن کے میئر ہیں اور سابق وزیر اعظم تھے اپنی تقریر میں دنیا میں امن کے قیام کی خاطر جماعت احمدیہ کی خدمات کو سراہا اور جلسہ کی مبارکباد دی۔ خاکسار نے ظہور امام الزماں کے موضوع پر اور مکرم آفتاب الدین نصیر صاحب نے برکات خلافت کے موضوع پر تقریر کی ۔ جلسہ کے موقعہ پر تصاویر اور کتب کی نمائش پیش کی گئی ۔ اس جلسہ کی خبر گیانا Chronicle میں تصاویر کے ساتھ شائع ہوئی اور Stabrock News میں ٹی وی چینل CNSTV پر بھی دکھائی گئی۔

خطبہ عید الاضحیہ

خدا تعالیٰ تک گوشت اور خون قربانیوں کا ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ وہ اعمال صالحہ کی روح جو تقویٰ اور طہارت ہے وہ تمہاری طرف سے پہنچتی ہے

(قربانی کی حقیقت اور جانوروں کی قربانی سے متعلق قرآن مجید، احادیث نبویہ، حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے ارشادات کے حوالہ سے مختلف مسائل کا بیان)

خطبہ عیدالاضحیہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایده الله تعالیٰ بنصره العزیز - فرموده ۲۳ر فروری ۲۰۰۲ء بمطابق ۲۳ر تبلیغ ۱۳۸۱ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ عیدالاضحیہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۔ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (سورة الحج:۳۸)

ہرگز اللہ تک نہ ان کے گوشت پہنچیں گے اور نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ اس تک پہنچے گا۔ اسی طرح اُس نے تمہارے لئے اُنہیں مسخر کر دیا ہے تاکہ تم اللہ کی بڑائی بیان کرو اس بنا پر کہ جو اس نے تمہیں ہدایت عطا کی۔ اور احسان کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے اس وقت اہل مدینہ کے دو دن ایسے تھے جن میں وہ کھیل تماشا کیا کرتے تھے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: جب میں تمہارے پاس آیا تو تمہارے دو دن ایسے تھے جن میں تم کھیل تماشا کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بدلہ میں تمہیں اُن سے بہتر دو دن عطا فرمائے ہیں جو عیدالفطر اور عید قربان ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل، باقی مسند المکثرین)

حضرت عبداللہ بن قُرط سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک سب سے عظیم دن یَوْمُ النَّحر یعنی قربانی والا دن ہے۔ اس کے بعد یَوْمُ القَرِّ ہے یعنی قربانی والے دن سے اگلا دن۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے پاس پانچ یا چھ قربانی کے جانور لائے گئے۔ چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کے قریب قریب ہونے لگے، گویا ان میں سے ہر ایک کی تمنّا تھی کہ اسے آپؐ دوسرے سے پہلے ذبح کریں۔ جب (ذبح ہونے کے بعد) ان کے پہلو زمین پر لگ گئے تو آپؐ نے ہلکی آواز میں کوئی بات کہی جسے میں پوری طرح سمجھ نہیں سکا۔ سننے والے نے پوچھا کہ حضورؐ نے کیا فرمایا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ (غالبًا) آپؐ نے فرمایا تھا اب جو بھی (ان کے گوشت میں سے اپنے لئے کچھ) کاٹنا چاہے کاٹ لے۔ (ابوداؤد۔ کتاب المناسک) یعنی قربانی جب تک پوری طرح ٹھنڈی نہ ہو جائے اس سے گوشت کاٹنے میں جلدی نہیں کرنی چاہئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بقرعید کے موقع پر آنحضور ﷺ کے ساتھ عیدگاہ میں میں بھی موجود تھا۔ جب حضور ﷺ نے خطبہ مکمل کیا تو منبر سے اُترے اور یک مینڈھا لایا گیا۔ حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسے ذبح کیا اور فرمایا۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَر، یہ میری طرف سے اور میری امت کے ان افراد کی طرف سے ہے جنہوں نے قربانی نہیں کی۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا۔ باب فی الشاة يضحی بها عن جماعة)

اور اس میں آج تک کے سارے مسلمان غرباء بھی شامل ہیں۔ قیامت تک کے سارے مسلمان غرباء بھی شامل ہوتے رہیں گے کہ ان کو قربانی نہ کرنے کے نتیجہ میں کوئی صدمہ نہیں ہونا چاہئے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے جو قربانی پیش کی گئی اس میں ان کا بھی نام ہے۔

حضرت جُنْدَب بن سفیان اَلْبَجَلِیؓ بیان کرتے ہیں کہ عیدالاضحیہ کے ایک موقع پر ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قربانی کی۔ اس دن کچھ لوگ اپنی قربانیاں عید کی نماز سے قبل ہی ذبح کر چکے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ نماز کے بعد واپس تشریف لائے اور آپؐ نے دیکھا کہ انہوں نے نماز سے قبل ہی اپنی قربانیاں ذبح کر دی ہیں تو آپؐ نے فرمایا: جس نے نماز سے قبل قربانی ذبح کی ہے وہ اس کی جگہ اَور قربانی ذبح کرے اور جس نے ہمارے نماز پڑھنے تک قربانی ذبح نہیں کی وہ خدا کا نام لے کر اب ذبح کرے۔ (بخاری۔ کتاب الذبائح)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قربانی والے دن نبی کریم ﷺ نے خطاب فرمایا۔ آپؐ نے فرمایا: آج کے دن سب سے پہلے ہم نماز پڑھتے ہیں، پھر قربانی کرتے ہیں۔ پس جس نے ایسا کیا اُس نے ہماری سنّت کی پیروی کی۔ اور جس نے اس سے قبل قربانی کی اُس نے محض گوشت کر کے اپنے اہل و عیال کو پیش کیا۔ ابوبُردہ بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (نماز سے قبل ہی) قربانی کر لی تھی۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے پاس ایک کم عمر بکروٹا ہے جو (دیکھنے میں) ایک سال کے بکرے سے بھی بہتر معلوم ہوتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اچھا، اُسے ذبح کر لو لیکن تمہارے بعد یہ رخصت کسی اَور کے لئے نہیں ہے۔

(سنن النسائی، کتاب صلاة العيدين)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک سینگوں والا مینڈھا لانے کا حکم دیا جس کے پاؤں، پیٹ اور آنکھوں کے حلقوں کا رنگ سیاہ ہو۔ ایسا مینڈھا قربانی کے لئے لایا گیا۔ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا چھری لاؤ۔ پھر فرمایا اسے پتھر سے رگڑ کر تیز کرو۔ انہوں نے تعمیل کی۔ پھر حضور ﷺ نے چُھری لی اور مینڈھے کو پکڑا، لٹایا اور ذبح کرتے ہوئے فرمایا (بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ) بسم اللہ۔ اے اللہ محمد، اُس کی آل اور اُمّت کی طرف سے (یہ قربانی) قبول فرما۔ پھر حضور ﷺ نے اس کی قربانی کی۔ (مسلم، كِتَابُ الاَضَاحِی، بَابُ اسْتِحْبَابِ الضَّحِيَّةِ وَ ذِبْحُهَا مُبَاشَرَةً بِلَا تَوْكِيْلٍ وَ التَّسْمِيَةِ وَالتَّكْبِيْرِ)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے قربانی کے جانوروں کو ذبح کیا تو اپنے دست مبارک سے تیس جانور ذبح کئے پھر مجھے حکم دیا اور باقی جانور میں نے ذبح کئے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: ان کا گوشت اور ان کی کھالیں اور ان کے ''پالان'' (یعنی وہ گدیلا نما کپڑا جو اُونٹ کی پیٹھ کے اُوپر ڈالتے ہیں) لوگوں میں تقسیم کر دو اور اس میں سے قصاب کو کچھ نہ دینا۔ (مسند احمد بن حنبل۔ مسند العشرة المبشرين بالجنة)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے اللہ کی خاطر حج کیا، اس میں نہ کوئی شہوانی بات کی، نہ کوئی بدکرداری کی تو وہ (حج سے) اس طرح لَوٹے گا جس طرح اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اُسے جنا تھا۔

(بخاری۔ کتاب الحج)

حضرت حَنَش کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو مینڈھوں کی قربانی دیتے ہوئے دیکھا تو پوچھا، یہ کیا؟ کہنے لگے۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں ان کی طرف سے بھی قربانی دوں، اس لئے میں ان کی طرف سے قربانی دیتا ہوں

(سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، باب الاضحية عن الميّت)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل سب سے افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا: بلند آواز سے تَلْبِیَہ کہنا اور کثرت سے قربانیوں کا خون بہانا۔ (سنن ابن ماجہ۔ کتاب المناسک)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے دن لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! یہ کونسا دن ہے؟ انہوں نے عرض کی: یہ حُرمت والا دن ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یہ کونسا شہر ہے؟ انہوں نے عرض کی: یہ حُرمت والا شہر ہے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: یہ کونسا مہینہ ہے؟ انہوں نے عرض کی: یہ حُرمت والا مہینہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یقیناً تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزّتیں باہم ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح اس ماہ میں، تمہارے اس شہر میں، اس دن کی حرمت ہے۔ آپؐ نے یہ بات کئی بار دہرائی۔ پھر آپؐ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا: اے اللہ! کیا میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا ہے؟ اے اللہ! کیا میں نے (تیرا پیغام) پہنچا دیا ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ آپؐ کی اپنی امت کے لئے یہ وصیت تھی، پس جو لوگ یہاں پر حاضر ہیں، وہ یہ باتیں ان لوگوں تک پہنچائیں جو یہاں نہیں ہیں۔ (اور سنو کہ) میرے بعد کفر کی حالت میں واپس نہ لَوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔ (بخاری۔ کتاب الحج)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج کے ساتھ عمرہ بھی کیا کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو ایسے دور کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کی کثافتوں کو دور کر دیتی ہے۔ (نسائی۔ کتاب مناسک حج)

بہت سے لوگ تو عمرہ اور حج ملا دیتے ہیں جیسے کہ سنت ہے مگر بعض لوگ صرف عمرہ کر لیتے ہیں تو اس کا بھی کوئی حرج نہیں۔ یہ اپنی جگہ قبول ہوتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے سفیر ہیں۔ اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو وہ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت طلب کریں تو وہ اُن کو بخش دیتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ۔ کتاب المناسک)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو کسی حج کرنے والے سے ملے تو اس کو سلام کہہ اور اس سے مصافحہ کر اور قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو، اس سے اپنے لئے مغفرت کی دعا کی درخواست کر کیونکہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل، مسند المکثرین)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

"قربانی جو عید اضحیٰ کے دن کی جاتی ہے، اس میں بھی ایک پاک تعلیم ہے۔ اگر اس میں مدنظر وہی امر رہے جو جناب الٰہی نے قرآن شریف میں فرمایا۔ ﴿لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ﴾ (الحج: ۳۸) "یعنی اللہ تعالیٰ کو ان کے گوشت نہیں پہنچتے اور نہ ان کا خون۔ لیکن اللہ کو تقویٰ پہنچتا ہے جو اس قربانی دینے والے کا تقویٰ ہوتا ہے۔

"قربانی کیا ہے؟ یہ ایک تصویری زبان میں تعلیم ہے جسے جاہل اور عالم پڑھ سکتے ہیں۔ خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہیں۔ وہ یُطْعِمُ وَلَا یُطْعَمُ (الانعام: ۱۵) ہے۔ ایسا پاک اور عظیم الشان بادشاہ نہ تو کھانوں کا محتاج ہے، نہ گوشت کے چڑھاوے اور لہو کا بلکہ وہ تمہیں سکھانا چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور اسی طرح قربان ہو جاؤ جیسے ادنیٰ اعلیٰ کے لئے قربان ہوتا ہے"۔

(خطبات نور۔ صفحہ ۴۳۱)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ مزید فرماتے ہیں:۔

"یہ دن بھی ایک عظیم الشان متّقی کی یادگار ہیں۔ اس کا نام ابراہیمؑ تھا۔ اس کے پاس بہت سے مویشی تھے، بہت سے غلام تھے اور بڑھاپے کا ایک ہی بیٹا تھا ﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَہُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّی اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی﴾ (الصافات: ۱۰۳) سو برس کے قریب کا بڈھا، ایک ہی بیٹا، اپنی ساری عزّت، ناموری، مال، جاہ و جلال اور امیدیں اسی کے ساتھ وابستہ۔ دیکھو متّقی کا کیا کام ہے۔ اُس اچھے چلتے پھرتے جوان لڑکے سے کہا: میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کروں۔ بیٹا بھی کیسا فرمانبردار بیٹا ہے۔ ﴿قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ (الصافات: ۱۰۳) ابّا جی! وہ کام ضرور کرو جس کا حکم جنابِ الٰہی سے ہوا۔ میں بفضلہٖ تعالیٰ صبر کے ساتھ اسے برداشت کروں گا۔ یہ ہے تقویٰ کی حقیقت۔ یہ ہے قربانی۔ قربانی بھی کیسی قربانی کہ اس ایک ہی قربانی میں سب ناموں، امیدوں، ناموریوں کی قربانی آ گئی۔ جو اللہ کے لئے انشراح صدر سے ایسی قربانیاں کرتے ہیں اللہ بھی ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ اس کے بدلے ابراہیم کو اتنی اولاد دی گئی کہ مردم شماریاں ہوتی ہیں مگر پھر بھی ابراہیم کی اولاد صحیح تعداد کی دریافت سے مستثنیٰ ہے۔ کیا کیا برکتیں اس مسلم پر ہوئیں۔ کیا کیا انعامِ الٰہی اس پر ہوئے کہ گننے میں نہیں آ سکتے۔ ہماری سرکار خاتم الانبیاء سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی اسی ابراہیمؑ کی اولاد سے ہوئے"۔ (خطبات نور۔ صفحہ ۲۷۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ قربانی کے مسائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"(۱) قربانی میں دو برس سے کم کوئی جانور نہیں چاہئے، یہی میری تحقیق ہے"۔ اب وہ جس مینڈھے کا ذکر تھا وہ ایک سال کا تھا اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرما دیا تھا کہ اس کی تمہیں اجازت ہے مگر آئندہ سے یہ دوسروں کو اجازت نہیں ہوگی۔ پس اب قانون یہی ہے کہ جانور کم سے کم دو برس کا ہونا چاہئے۔

"(۲) جس کے سینگ بالکل نہ ہوں، وہ جائز ہے۔

(۳) خصی جائز ہے۔

(۴) مادہ بھی جائز ہے۔ نبی کریم ﷺ ہمیشہ چھترا قربانی دیتے جس کا منہ، آنکھیں، پیٹ، پاؤں سیاہ ہوتے۔ جو بالکل دبلا ہو، وہ جائز نہیں۔ اگر جانور موٹا ہو، خواہ اسے خارش ہو تو بھی اسے جائز رکھا ہے۔

(۵) لنگڑا مناسب نہیں۔

تم قربانیاں کرو اس یقین کے ساتھ کہ ان میں تصویری زبان کے ذریعے تمہیں فرمانبرداری کی تعلیم ہے اور یہ کہ تم بھی ادنیٰ کو اعلیٰ کے لئے قربان کرنا سیکھو۔

(بدر۔ جلد ۹۔ نمبر ۱۰۔ ۳۰/دسمبر ۱۹۰۹ء۔ صفحہ ۱ تا ۳)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ بیان فرماتے ہیں:۔

"قربانی کا نظارہ عقلمند انسان کے لئے بہت مفید ہے۔ اپنے اعمال کا مطالعہ کرو۔ اپنے فعلوں میں، باتوں میں، خوشیوں میں، ملنساریوں میں، اخلاق میں غور کرو کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے لئے ترک کرتے ہو یا نہیں؟ اگر کرتے ہو تو مبارک ہے تمہارا وجود۔ عید ار قربانیاں چھوڑ دو۔ تمہاری قربانیوں میں کوئی عیب نہ ہو، نہ سینگ کٹے ہوئے، نہ کان کٹے ہوئے۔ قربانی کے لئے تین راہیں ہیں۔ (۱) استغفار۔ (۲) دعا۔ (۳) صحبت صلحاء۔ انسان کو صحبت سے بڑے بڑے فوائد پہنچتے ہیں۔ صحبت صالحین حاصل کرو۔ قربانی کے لئے تین دن ہیں، پر روحانی قربانی والے جانتے ہیں کہ سب ان کے لئے یکساں ہیں"۔ (بدر جلد ۸، نمبر ۱۳۔ ۲۱/جنوری ۱۹۰۹ء صفحہ ۷، ۸) یہ تین دن تو خاص قربانی کے دن ہیں مگر روحانی قربانی کرنے والوں پر ہر روز وہی دن آتے ہیں۔ یعنی ساری زندگی بھر وہ دن رہتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"عاشق اور محبّ جو سچا ہوتا ہے وہ اپنی جان اور دل قربان کر دیتا ہے اور بیت اللہ کا طواف اس قربانی کے واسطے ایک ظاہری نشان ہے۔ جیسا کہ ایک بیت اللہ نیچے زمین پر ہے ایسا ہی ایک آسمان پر بھی ہے۔ جب تک آدمی اُس کا طواف نہ کرے اِس کا طواف بھی نہیں ہوتا۔ اس کا طواف کرنے والا تو تمام کپڑے اُتار کر ایک کپڑا بدن پر رکھ لیتا ہے لیکن اس کا طواف کرنے والا بالکل نَزْعِ ثِیاب کر کے خدا کے واسطے ننگا ہو جاتا ہے۔ طواف عُشاق الٰہی کی ایک نشانی ہے۔ عاشق اس کے گرد گھومتے ہیں گویا ان کی اپنی مرضی باقی نہیں رہی۔ وہ اس کے گرد اگرد قربان ہو رہے ہیں"۔ (تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء۔ صفحہ ۲۰۔۲۱)

دوسرا جو فرمایا ہے کہ 'ننگا ہو جاتا ہے' اس سے مراد روح کا طواف ہے۔ روح کا تو کوئی ایسا بدن نہیں ہوتا جس کو ڈھانپا جائے۔ پس آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے غلاموں کا یہی مسلک تھا کہ خدا تعالیٰ کی خاطر روحیں طواف کرتی ہیں

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

خدا کی خاطر جو تم خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں ملے گا۔ چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔

صدقہ اور چندہ وغیرہ پاک کمائی سے دیا جاتا ہے۔ جماعت کو چاہئے کہ اپنے اموال کو جو وہ کماتے ہیں پاک اور صاف رکھے۔

وقف جدید اور تحریک جدید کے نئے مالی سالوں کا اعلان۔

وقف جدید اور تحریک جدید میں مالی قربانی پیش کرنے کے لحاظ سے پاکستان ساری دنیا کی جماعتوں میں اوّل رہا۔ اور امریکہ دوسرے نمبر پر۔

وقف جدید میں اس وقت تک ۱۱۱ ممالک کے ۳ لاکھ ۸۰ ہزار سے زائد افراد شامل ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کے مالی نظام میں شامل ہونے والوں کی تعداد ۳ لاکھ ۵۴ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی طرف سے نئے سال کی مبارکباد کا محبت بھرا دعائیہ پیغام۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے کہ نیکیوں میں بھی پچھلے سال سے بڑھ جائیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۳/جنوری ۲۰۰۳ء مطابق ۳/صلح ۱۳۸۲ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريک له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلک يوم الدين – إياک نعبد و إياک نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ۔ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ۔﴾ (سورة التغابن :۱۸) جو سلسلہ مضمون کا جاری ہے صفات باری تعالیٰ کا اس میں انشاء اللہ اس دفعہ کچھ کمی کی جائے گی کیونکہ تحریک جدید اور وقف جدید کا اعلان بھی کرنا ہے تو اس میں بھی کافی وقت لگ جائے گا۔ اس وقت جو میں نے پہلی آیت آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔﴿اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْلَكُمْ۔ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ۔﴾ (سورة التغابن :۱۸) اگر تم اللہ کو قرضۂ حسنہ دو گے (تو) وہ اُسے تمہارے لئے بڑھا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت قدر شناس (اور) بردبار ہے۔

سب سے پہلے تو میں قرضۂ حسنہ سے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طریق یہ تھا جب کسی کو قرضۂ حسنہ لیتے تو اس کو ہمیشہ بڑھا کر دیا کرتے تھے۔ بعض جنگوں میں آنحضور ﷺ نے مثلاً گھوڑا مانگا کسی سے اور واپس آ کے پھر دو گھوڑے اس کو دیئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کے مطابق قرضۂ حسنہ میں بڑھا چڑھا کر دینا بہت ضروری ہے۔ اس میں شرط تو کوئی نہیں ہوتی مگر انسان بڑھا کر دے۔ اب اگر بندے بڑھا کر دیتے ہیں تو کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑھا کر نہ دے۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑھا کر دیتا ہے۔ کہتے ہیں 'دَہ دنیا ستّر آخرت' لیکن آخرت میں يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ بغیر حساب بھی ہے۔ آخرت کے دن تو بغیر حساب کے بھی خدا بہت بڑھا دیتا ہے۔

اعلان سے پہلے اب میں کچھ احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے ابن آدم تو خدا کی راہ میں خرچ کر جس کے نتیجے میں مَیں تجھ پر خرچ کروں گا۔ (بخاری ۔ کتاب النفقات)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا خدا کی خاطر جو کچھ تم خرچ کرو گے اس کا اجر تمہیں ملے گا۔ (بخاری کتاب الایمان)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو الدحداح رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے پاس دو باغ ہیں۔ اگر میں ان میں سے ایک باغ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دوں تو کیا مجھے جنت میں ویسا ہی باغ ملے گا۔ فرمایا: ہاں۔ چنانچہ انہوں نے ایک باغ اسی وقت اللہ کی راہ میں دے دیا۔ اور جب گھر جا کر اپنی بیوی کو بتایا تو اس نیک بخت نے بھی اس پر بہت خوشی کا اظہار کیا۔ حضورؐ نے فرمایا: ابوالدحداح کے لئے جنت میں کتنے ہی لہلہاتے باغ ہیں۔

(تفسیر کبیر رازی۔ جلد۶ زیر تفسیر ۔البقرہ: ۲۴۶)

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہمیں انفاق فی سبیل اللہ کا ارشاد فرماتے ۔ تو ہم میں سے بعض بازار جاتے اور محنت مزدوری کر کے تھوڑا سا اناج یا مال حاصل کرتے اور اسے لا کر حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ اس وقت غربت کا یہ عالم تھا مگر آج وہ لوگ لاکھوں درہم کے مالک بنے ہوئے ہیں۔ (بخاری ۔ کتاب الزکوٰۃ)

امر واقعہ یہ ہے کہ فی سبیل اللہ انفاق کے نتیجے میں بہت لوگ بہت کثرت سے امیر ہو جاتے ہیں۔ میں نے بھی یہ اپنے ذاتی تجربہ میں دیکھا ہے کہ جن لوگوں کو خدمت کی توفیق ملی ہے، خدا کی راہ میں کچھ دینے کی، ان کا مال بہت بڑھ گیا ہے۔ اتنا کہ مجھے ایک نوجوان نے ایک کروڑ روپیہ بھجوایا کہ اپنی مرضی سے جس مدّ میں چاہوں میں دے دوں۔ یہ اعتماد کا بھی معاملہ ہے۔ اگر اعتماد ہو کہ کوئی شخص بددیانتی نہیں کرے گا تو روپیہ زیادہ دیا جاتا ہے ۔ چنانچہ وہ میں نے مسجد فنڈ میں ڈال دیا۔ پس میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ انفاق فی سبیل اللہ بہت بڑی چیز ہے۔ اس کے نتیجے میں خدا تعالیٰ بے حساب عطا کرتا ہے۔

اب دیکھئے بازار جا کر محنت مزدوری کر کے غریب آدمیوں نے جو کچھ کمایا اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔﴿مِمَّا رَزَقْنَا هُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ کی ایک یہ بھی تفسیر ہے کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے انہیں دیا ہے یعنی جسمانی طاقت، مزدوری کی طاقت اس کو بھی خدا کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں۔ اب وہ کہتے ہیں کہ اب یہ عالم ہے کہ یہ لوگ لاکھوں درہم کے مالک بن گئے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

''پس خوب یاد رکھو کہ انبیاء جو چندے مانگتے ہیں تو اپنے لئے نہیں بلکہ انہی چندہ دینے والوں کو کچھ دلانے کے لئے ۔ اللہ کے حضور دلانے کی بہت سی راہیں ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ایک راہ ہے جس کا ذکر پہلے شروع سورۃ میں ﴿مِمَّا رَزَقْنَا هُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (بقرہ:۴) سے کیا۔ پھر ﴿اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ﴾ (بقرہ: ۱۷۸)''۔ یہ جو آیت ہے ﴿اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ﴾ اس میں دو مضمون ہیں ﴿اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ﴾ کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں مال خرچ کیا اور ﴿اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ﴾ کا مطلب ہے کہ غربت کی وجہ سے مال بہت عزیز تھا اس کے باوجود وہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا۔'' پھر اسی پارہ میں ﴿اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ﴾ (بقرہ:۲۵۵)'' فرمایا ہے۔ جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔ اب عطا بھی تو اللہ ہی کی ہے گھر سے تو کچھ نہ

لائے۔ حقیقت یہی ہے کہ جو کچھ عطا ہے اللہ کی ہے۔ اللہ سے کیسے چھپا سکتے ہیں کہ اس نے ہمیں کیا دیا ہوا ہے۔ جو کچھ بھی دیا ہے اس کو دل کھول کر خدا کی راہ میں خرچ کرنا چاہئے۔ ''انجیل میں ایک فقرہ ہے'' حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرمارہے ہیں ''انجیل میں ایک فقرہ ہے کہ جو کوئی مانگے تو اسے دے۔ مگر دیکھو قرآنِ مجید نے اس مضمون کو پانچ رکوع میں ختم کیا ہے۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ کسی کو کیوں دے؟ سو اس کا بیان فرماتا ہے کہ اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے۔ خرچ کرنے والے کی ایک مثال تو یہ ہے کہ جیسے کوئی بیج زمین میں ڈالتا ہے مثل باجرے کے پھر اس میں کئی بالیاں لگتی ہیں۔ ﴿وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ﴾ بعض مقامات پر ایک کے بدلہ دس اور بعض میں ایک کے بدلہ سات سو کا مذکور ہے۔ یہ ضرورت، اندازہ، وقت و موقع کے لحاظ سے فرق ہے''۔ (حقائق الفرقان جلد اول صفحہ ۴۲۰)

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''صدقات ایسی چیزیں ہیں کہ ان سے دنیاوی منازل طے ہوجاتی ہیں۔ اخلاقِ فاضلہ پیدا ہوتے ہیں اور بڑی بڑی نیکیوں کی توفیق دی جاتی ہے''۔ (الحکم۔ ۲۴؍فروری ۱۹۰۱ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

''چندہ دینے سے ایمان میں ترقی ہوتی ہے اور یہ محبت اور اخلاص کا کام ہے''۔

(ملفوظات جلد ششم۔ صفحہ ۴۳۔ مطبوعہ لندن)

اس چندہ کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایمان پہلے سے ترقی کر جاتا ہے۔ جتنا چندہ دو گے اتنا ہی خدا تعالیٰ کے فضل سے ایمان بڑھتا جائے گا۔

حضورؑ نے ایک دفعہ نماز عشاء سے قبل اپنی مجلس میں فرمایا:۔

''اور قوم کو چاہئے کہ ہر طرح سے اس سلسلہ کی خدمت بجالاوے۔ مالی طرح پر بھی خدمت کی بجا آوری میں کوتاہی نہیں چاہئے۔ دیکھو دنیا میں کوئی سلسلہ بغیر چندہ کے نہیں چلتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم، حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ سب رسولوں کے وقت چندے جمع کئے گئے۔ پس ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی اس امر کا خیال ضروری ہے''۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ۵؍جولائی ۱۹۰۳ء کو اپنی مجلس میں مزید فرمایا:۔

''بہت لوگ ایسے ہیں کہ جن کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ چندہ بھی جمع ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کو سمجھانا چاہئے کہ اگر تم سچا تعلق رکھتے ہو تو خدا تعالیٰ سے پکا عہد کرلو کہ اس قدر چندہ ضرور دیا کروں گا۔ اور ناواقف لوگوں کو یہ بھی سمجھایا جاوے کہ وہ پوری تابعداری کریں۔ اگر وہ اتنا عہد بھی نہیں کرسکتے تو پھر جماعت میں شامل ہونے کا کیا فائدہ؟ نہایت درجہ کا بخیل اگر ایک کوڑی بھی روزانہ اپنے مال میں سے چندے کے لئے الگ کرے تو وہ بھی بہت کچھ دے سکتا ہے۔ ایک ایک قطرے سے دریا بن جاتا ہے۔ اگر کوئی چار روٹی کھاتا ہے تو اسے چاہئے کہ ایک روٹی کی مقدار اس میں سے اس سلسلہ کے لئے بھی الگ کر رکھے اور نفس کو عادت ڈالے کہ ایسے کاموں کے لئے اسی طرح سے نکالا کرے۔......'' (البدر۔ جلد ۲۔ نمبر ۲۶، صفحہ ۲۰۱ بتاریخ ۱۷؍جولائی ۱۹۰۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

''مالی ضرورتوں کے وقت نبیوں کے زمانے میں بھی چندے جمع کئے گئے تھے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ ذرا چندے کا اشارہ ہوا تو تمام گھر کا مال لا کر سامنے رکھ دیا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسب مقدور کچھ دینا چاہئے اور آپؐ کی منشا تھی کہ دیکھا جاوے کہ کون کس قدر لاتا ہے''۔ حضرت ابوبکرؓ نے گھر کا سارا مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں جا کر پیش کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے آدھا مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی فرق ان دونوں کے مراتب میں ہے۔ ابوبکر کا مرتبہ عمر کے مقابل پہ اتنا زیادہ ہے جس طرح مال کی قربانی کا مرتبہ ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں: ''ایک آج کا زمانہ ہے کہ کوئی جانتا ہی نہیں کہ مدد دینی بھی ضروری ہے۔ حالانکہ اپنی گزران عمدہ رکھتے ہیں۔ ان کے برخلاف ہندوؤں وغیرہ کو دیکھو کہ کئی کئی لاکھ چندہ جمع کر کے کارخانہ چلاتے ہیں اور بڑی بڑی مذہبی عمارات بناتے اور دیگر موقعوں پر صرف کرتے ہیں حالانکہ یہاں تو بہت ہلکے چندے ہیں۔...... صحابہ کرامؓ کو پہلے ہی سکھایا گیا تھا: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾۔ اس میں چندہ دینے اور مال صرف کرنے کی تاکید اور اشارہ ہے۔ یہ معاہدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے اس کو نباہنا چاہئے۔ اس کے برخلاف کرنے میں خیانت ہوا کرتی ہے''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۳۵۸۔۳۶۱)

تو گویا ﴿مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ میں یہ بات بھی داخل ہے کہ غریب آدمی ہے۔ غریب آدمی کو مجبوراً مال سے محبت ہوجاتی ہے تو وہ خدا کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ میں نے ایک دفعہ مجھے تجربہ ہے ایک جگہ میں گیا ایک قصبے میں تو وہاں پتہ چلا کہ ایک بہت امیر آدمی نے میری دعوت کی ہوئی ہے اور اس کے مقابل پر ایک غریب آدمی تھا۔ معلوم کرنے پر پتہ لگا کہ جو امیر آدمی ہے وہ چندہ نہیں دیتا چندہ کے معاملے میں بہت کنجوس ہے اور جو غریب آدمی ہے وہ اپنی محنت سے کما کر اس میں سے چندہ دیتا تھا۔ تو میں نے اسے عرض کیا کہ میں اس غریب کا کھانا کھاؤں گا۔ امیر کی روٹی نہیں کھاؤں گا، چنانچہ ایسا ہی کیا۔ پس اللہ نے اپنے فضل سے مجھے بہت تجربہ اس کا بخشا ہے۔ جو غریب ہوں محنت سے کمانے والے ہوں ان کی کمائی میں بہت برکت ہوتی ہے۔ پس اب اس سلسلہ میں یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صدقہ اور چندہ وغیرہ پاک کمائی میں سے دیا جاتا ہے۔ اگر کمائی گندی ہو جائے تو وہ خدا تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوتا۔ اس لئے جماعت کو چاہئے کہ اپنے اموال جو کمانے کے ہیں ان کو پاک اور صاف رکھیں۔ کوئی آلائش نہ ہو گندے زمانے کی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری قربانیاں مقبول ہوں گی۔ اگر یہ نہیں ہوگا تو جتنا چاہیں مال خرچ کریں وہ قبول نہیں ہوسکتا۔

اب میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرتا ہوں۔ وقف جدید کی تحریک آج سے ۴۵ سال قبل حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۲۷؍دسمبر ۱۹۵۷ء کو جاری فرمائی۔ احمدی بچوں کے دلوں میں اس تحریک کی محبت بچپن سے ہی پیدا کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۶ء میں وقف جدید کے دفتر اطفال کا اجراء فرمایا۔ شروع میں یہ تحریک صرف پاکستان اور ہندوستان کے لئے محدود تھی۔ پھر جماعت میں پیدا ہونے والی غیر معمولی وسعت کے پیشِ نظر ۲۵؍دسمبر ۱۹۸۵ء کو میں نے اس تحریک کو پوری دنیا کے لئے وسیع کر دیا اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے ۱۱۱ ممالک اس تحریک میں شامل ہو چکے ہیں۔

وقف جدید کا ۴۵واں سال ۳۱؍دسمبر ۲۰۰۲ء کو اختتام پذیر ہوا اور ہم یکم جنوری ۲۰۰۳ء سے وقف جدید کے ۴۶ویں سال میں داخل ہو رہے ہیں۔ رپورٹوں کے مطابق ۳۱؍دسمبر ۲۰۰۲ء تک خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف جدید کی کُل وصولی ۱۵ لاکھ ۲ ہزار پاؤنڈ ہے۔ یہ وصولی گزشتہ سال کی وصولی سے ایک لاکھ ۲۴ ہزار پاؤنڈ زیادہ ہے۔

وقف جدید میں شامل ہونے والے مخلصین کی تعداد ۳ لاکھ ۸۰ ہزار تک پہنچ چکی ہے۔ اب تعداد میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت نمایاں اضافہ ہے اور اس تعداد کے نتیجے میں بہت برکت ملے گی ان لوگوں کو۔ گزشتہ سال کی نسبت ان مخلصین کی تعداد میں ۴۵ ہزار افراد کا اضافہ ہوا ہے۔ اختتام پذیر ہونے والے سال میں وقف جدید کے میدان میں دنیا بھر کی جماعتوں میں پاکستان سبقت لے گیا ہے۔ الحمد للہ۔ اور اس طرح پاکستان اوّل اور امریکہ دوسرے نمبر پر آ گیا ہے۔ جبکہ گزشتہ سالوں سے امریکہ پہلے اور پاکستان دوسرے نمبر پر آیا کرتا تھا۔ گزشتہ سال انگلستان کی جماعت نے تیسرے نمبر پر آنے کا اعزاز حاصل کیا تھا اور اب بھی انگلستان ہی نے یہ اعزاز برقرار رکھا ہے اور جرمنی چوتھے نمبر پر ہے۔

مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلی دس جماعتیں: پاکستان نمبر ایک ہے، امریکہ نمبر دو، برطانیہ نمبر تین، جرمنی چار، کینیڈا پانچویں نمبر پر، بھارت چھٹے نمبر پر، انڈونیشیا ساتویں نمبر پر، سوئٹزرلینڈ آٹھویں نمبر پر، بیلجیم نویں نمبر پر اور ماریشس دسویں نمبر پر۔ اسی طرح ہالینڈ، ناروے، فرانس اور سعودی عرب کو بھی پہلے سے بڑھ کر قربانی کی توفیق مل رہی ہے۔

پاکستان کی جماعتوں میں وقف جدید کی مجموعی وصولی کے لحاظ سے پہلی تین جماعتیں یہ ہیں: لاہور اوّل۔ یہ بھی بڑی بات ہے کہ لاہور اول آیا ہے کراچی اور ربوہ دونوں کو پیچھے چھوڑ گیا ہے، اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مبارک کرے۔ کراچی دوم ہے اور ربوہ سوم۔

پاکستان میں چندہ بالغان میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلے دس اضلاع: اسلام آباد، راولپنڈی، سیالکوٹ۔ فیصل آباد، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، میرپورخاص، سرگودھا، گجرات اور بہاولنگر۔

پاکستان میں دفتر اطفال میں مجموعی وصولی کے لحاظ سے بالترتیب پہلے دس اضلاع یہ ہیں: سیالکوٹ، حیرت ہوئی ہے یہ بھی۔ سیالکوٹ دفتر اطفال میں نمبر ایک آ گیا ہے۔ اسلام آباد، سانگھڑ، راولپنڈی، گوجرانوالہ، میرپورخاص، شیخوپورہ، فیصل آباد، سرگودھا اور حیدرآباد۔

اب میں تحریک جدید کے نئے سال کا بھی مختصر ذکر کرتا ہوں۔ تحریک جدید کے نئے سال کا

آغاز یکم نومبر سے ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری ہدایت پر جماعتوں نے نئے سال کے وعدہ جات بھی لینے شروع کر دیئے ہیں۔ تاہم یہ روایت چونکہ چلی آرہی ہے کہ نیا سال شروع ہونے پر پچھلے سال کا جائزہ بھی پیش کیا جاتا ہے اس لئے وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرتے ہوئے آج تحریک جدید کے گزشتہ سال کے اعداد و شمار کا بھی مختصر ذکر کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۱۲۶ ممالک نے اس میں شمولیت کی توفیق پائی ہے۔ موصولہ رپورٹوں کے مطابق ۳۱/اکتوبر ۲۰۰۲ء تک جماعتہائے احمدیہ عالمگیر کی کل وصولی ۲۴ لاکھ ۵۲ ہزار ۳سو پاؤنڈ ہے۔ یہ وصولی گزشتہ سال کی وصولی سے ۳ لاکھ پاؤنڈ زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کے مالی نظام میں شامل ہونے والوں کی تعداد ۳ لاکھ ۵۴ ہزار سے تجاوز کر چکی ہے۔

اللہ کے فضل سے پاکستان امسال بھی نمایاں قربانی پیش کرتے ہوئے پوری دنیا کی جماعتوں میں اول آنے کا اعزاز برقرار رکھے ہوئے ہے اور وہاں کی مقامی جماعتوں کے لحاظ سے لاہور اول، ربوہ نمبر دو اور کراچی نمبر تین ہے۔ پھر بالترتیب راولپنڈی، اسلام آباد، حیدرآباد، میرپورخاص، اوکاڑہ، سرگودھا اور جہلم کی جماعتیں ہیں۔

جماعت امریکہ نے بھی امسال اللہ کے فضل سے نمایاں قربانی کی توفیق پائی ہے اور پاکستان کے باہر کے ممالک میں دنیا بھر کی جماعتوں میں اول آنے کا اعزاز برقرار رکھا ہے۔ مجموعی لحاظ سے بالترتیب پہلی دس جماعتیں یہ ہیں:۔ پاکستان، امریکہ، جرمنی، برطانیہ، کینیڈا، انڈونیشیا، ہندوستان، ماریشس، سوئٹزرلینڈ، آسٹریلیا اور سعودی عرب۔

اب میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ امیر صاحب جرمنی نے ملاقات کے دوران اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ میں جرمنی کے چندوں کے متعلق بھی وہ بات کروں۔ خاص طور پر ایک شخص کے متعلق انہوں نے بتایا کہ وہ چندوں میں بہت ہی وسعت سے خرچ کرنے والا ہے لیکن ایک کمزوری ہے کہ وہ اپنے بیوی بچوں کی طرف سے بھی خود ہی چندہ ادا کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بیوی بچوں کو خود قربانی کی عادت نہیں پڑتی۔ سارا چندہ وہ باپ دے دیتا ہے تو بچوں کا بھی وہی اور خاوند دیتا ہے تو بیوی کے لئے بھی وہی چندہ ہے۔ تو وہ یہ بات کہہ رہے تھے اور یہ ٹھیک ہے کہ چندہ کے وقت بیوی اور بچوں سے چندہ لینا چاہئے۔ جو خرچ ان کو دیا جاتا ہے اس میں سے چندہ وصول کرنا چاہئے۔ تب بچپن سے ہی ان کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی عادت پڑ جائے گی۔ مجھے یاد ہے کہ بچپن میں ہماری والدہ یہی کیا کرتی تھیں۔ اس زمانے کے لحاظ سے ایک ہفتے کا ایک آنہ ملا کرتا تھا تو مہینے میں چار آنے ملتے تھے تو ہم سے وہ ایک آنہ ایک ہفتے کا لے لیا کرتی تھیں کہ یہ فلاں چندہ میں ڈالا جائے گا۔ اللہ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس وجہ سے مجھے بھی بچپن سے ہی چندہ دینے کی عادت پڑ گئی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے آپ بھی اپنے بچوں کو چندہ دینے کی عادت ڈالیں۔ ان کو کچھ دیں اور ان سے پھر واپس لیں اور بتائیں کہ یہ اس مد میں ہم تمہاری طرف سے خرچ کریں گے۔

ہجرت کے نتیجے میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے احمدی خاندانوں کے اموال میں بھی بہت برکت رکھی ہے۔ پہلے کے حالات اور آج کے حالات میں کوئی نسبت ہی نہیں رہی۔ وہ کیا سے کیا بن گئے ہیں۔ اللہ کے بیشمار فضل ہوئے ہیں ہر احمدی خاندان پر۔ اب یہ یاد رکھنے کی بات ہے اپنا ماضی دیکھیں اور اب دیکھیں کہ کہاں سے کہاں پہنچیں ہوئے ہیں ماشاء اللہ۔ امریکہ اور جرمنی اور انگلستان۔ یہ سب لوگ اپنا ماضی دیکھیں تو اکثر کو غربت کا ماضی نظر آئے گا۔ پس ہجرت میں بھی اللہ تعالیٰ نے بہت برکت رکھی ہے اور اس کے نتیجے کو ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے کسی صورت میں بھی غافل نہیں رہنا اس کے نتیجے میں ایمان بھی بڑھے گا اور اموال میں بھی ترقی ہوگی۔ اس لئے میں ایسے خاندانوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ خود اپنا جائزہ لیں، اگر کہیں بھی کمی یا کوئی غفلت واقع ہو رہی ہے تو وہ خود اس کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ ایسے لوگوں کے حسبِ حالات بھی بعض احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات ملتے ہیں۔ ان میں سے بعض میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ہر صبح دو فرشتے اُترتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے (سخی) کو اور دے۔ اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روک رکھنے والے کنجوس کا مال و متاع برباد کردے۔ (بخاری کتاب الزکوۃ)

حضرت مُطرِّف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ فرما رہے تھے: اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُر۔ ابن آدم کہتا ہے یہ میرا مال ہے، یہ میرا مال ہے۔ اے آدم کے بیٹے! تیرا مال تو صرف وہ ہے جو تو نے راہِ مولیٰ میں صدقہ کر دیا، وہ اگلے جہان میں تیرے کام آئے گا یا وہ جو تو نے کھایا اور ختم کر دیا اور جو پہن لیا وہ تو اسی دنیا میں ہی ضائع ہو جائے گا۔ اس کا اگلے جہان سے کوئی تعلق نہیں اور جو مال آگے بھیجنا چاہتے ہو وہ وہی ہے جو خدا کی راہ میں میں خرچ کیا جائے۔ (جامع ترمذی۔ کتاب الزھد فی الزھادۃ فی الدنیا)

زکواۃ اور چندہ جات کے معاملے میں بجٹ بناتے ہوئے انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ پوری شرح کے ساتھ آمدنی کے مطابق ادائیگی ضروری ہے ورنہ دھوکہ دے کر کم آمدنی ظاہر کر کے اس پر چندہ ادا کرنے کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔ اس کا تو سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ سلم فرماتے ہیں:۔ طہارت اور وضو کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی اور نہ ہی دھوکے والا مال صدقہ میں قبول ہوتا ہے۔ (ترمذی۔ ابواب الطہارۃ)

مال کو جمع کر لینا اور خدا کی راہ میں خرچ نہ کرنا اور زکوٰۃ اور لازمی چندہ جات سے جان بوجھ کر پہلو تہی اختیار کرنے سے دوسری عبادات بھی کھوکھلی اور سطحی ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ اس بندہ کی نماز قبول نہیں کرتا جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ ان دونوں حکموں پر عمل کرے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بھی دونوں کو جمع کیا ہے۔ پس تم ان کو الگ مت کرو۔ (کنزالعمال۔ کتاب الزکوٰۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

''یہ فریضہ تمام قوم میں مشترک ہے اور سب پر لازم ہے کہ اس پُرخطر اور پُرفتنہ زمانہ میں کہ جو ایمان کے ایک نازک رشتہ کو جو خدا اور اس کے بندے میں ہونا چاہئے بڑے زور شور کے ساتھ جھٹکے دے کر ہلا رہا ہے۔ اپنے اپنے حُسنِ خاتمہ کی فکر کریں اور وہ اعمالِ صالحہ جن پر نجات کا انحصار ہے، اپنے پیارے مالوں کو فدا کرنے اور پیارے وقتوں کو خدمت میں لگانے سے حاصل کریں''۔

(فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد نمبر۳، صفحہ ۳۸)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:

''اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی کیونکہ مال خودبخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا۔ لیکن جو شخص مال سے محبت کر کے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اَور رنگ سے کوئی خدمت بجا لا کر خدا تعالیٰ اور اُس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو، بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لئے بلاتا ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقعہ دیتا ہے''۔

(مجموعہ اشتہارات جلد۳، صفحہ ۴۹۷۔۴۹۸)

اب میں آخر پر نئے سال کی مبارکباد دیتا ہوں ساری جماعت کو۔ میرا دفتر نئے سال کی مبارکباد سے ڈاک سے بھر گیا ہے اور سب کو خیر مبارک لکھنا میرے لئے ممکن نہیں۔ اس لئے میں اسی خطبہ کے آخر پر یہ اعلان کر دیتا ہوں کہ جن لوگوں نے نئے سال کی مبارک دی ہے آپ سب کو خیر مبارک ہو اور نیا سال پہلے سال سے ہر پہلو سے بہتر نکلے۔ ہر پرانے دکھ جو اس سال میں ہمیں پہنچے ہیں اگلے سال وہ خوشیوں میں تبدیل ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ نیکیوں میں بھی پچھلے سال کی نسبت بڑھ جائیں۔ جماعت کو بھی خدا تعالیٰ نے اس بار بہت برکت دی ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ یہ جماعت بڑھتی چلی جائے گی۔

For any Business/Commercial Requirments
Complete Financial Packages Can Be Arranged
Contact:
Iqbal Ahmad BA AIB MIAP
Former Bank Executive Vice President/General Manager UK
Tel. & Fax: 020 8874 2233 + Mobile: 07957-260666
www.commloans.co.uk --- e-mail: comm.it@virgin.net
NACFB Member of the National Association of Commercial Finance Brokers

لجنہ اماءاللہ غانا کا ۲۴واں سالانہ اجتماع

۶۸۰۰ ممبرات نے شرکت کی۔علمی و ورزشی مقابلے،نمائش،مجلس سوال وجواب

(رپورٹ:فہیم احمد خادم ۔ غانا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ غانا کا ۲۴واں سالانہ اجتماع مورخہ ۳۰/ اور ۳۱/اگست ۲۰۰۲ء کو ایسٹرن ریجن کے Oda سیکنڈری سکول میں منعقد ہوا۔

پہلا روز

اجتماع کا آغاز حسب روایت نماز تہجد باجماعت سے ہوا۔اس کے بعد محترمہ حوّا صادق صاحبہ نے درس دیا۔

رُوٹ مارچ

روٹ مارچ Hakeem Oda کی سڑکوں پر کیا گیا۔غانا میں روٹ مارچ اجتماعات کا اہم حصہ ہے جس میں سب ممبرات خوشی اور کوشش سے شامل ہوتی ہیں۔اس مارچ میں لجنات نے سفید لباس زیب تن کیا ہوتا ہے جو بہت ہی بھلا لگتا ہے اور شہر کی سڑکوں پر Songs of Praises اور درود شریف گاتے ہوئے گزرتی ہیں۔راہ گیر اور چلتی گاڑیاں رُک کر اسے دیکھتی ہیں۔اس مارچ میں تنظیم اور شرکت کے لحاظ سے جماعتوں میں مقابلہ ہوتا ہے ۔ امسال برانگ اہافو ریجن اول رہا۔

نماز جمعہ

مکرم عبدالوہاب بن آدم امیر ومبلغ انچارج غانا نے خطبہ جمعہ میں زمانہ جاہلیت میں عورتوں کی حالت کا موازنہ اسلامی تعلیمات سے کیا اور بتایا کہ کس طرح اسلام نے عورتوں کو ان کے حقوق ادا کئے اور جنت کو ماؤں کے قدموں تلے قرار دیا۔

افتتاحی تقریب

غانا میں لجنہ اور ناصرات کا اجتماع اکٹھا ہوتا ہے۔اجتماع کا ایک سیشن ناصرات کے لئے اور دوسرا سیشن لجنہ کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔امسال ناصرات کے لئے جو Theme چنا گیا وہ تھا’’احترام والدین اور ناصرات کی ذمہ داریاں‘‘۔

دو بجے بعد دوپہر اس سیشن کے ساتھ ہی اجتماع کا افتتاحی تقریب کا آغاز ہوا جو مکرمہ بشریٰ عمر صاحبہ سیکرٹری ناصرات کی صدارت میں منعقد ہوا۔اس موقع پر مہمان خصوصی محترمہ Susana Agyei تھیں جبکہ گیسٹ سپیکر وزارت پرائمری، سیکنڈری وگرلز چائلڈ ایجوکیشن کی وزیر Hon Mrs. Chriatian Churcher تھیں۔آپ پہلے روز شامل نہ ہوسکیں لیکن دوسرے روز تشریف لائیں اور اجتماع سے خطاب کیا۔

مکرم امیر صاحب غانا ،دیگر مہمانوں کے ہمراہ مقام اجتماع میں تشریف لائے تو لجنہ وناصرات نے کلمہ طیبہ اورذکرالٰہی کے ورد کے ساتھ ان کا استقبال کیا۔سب سے پہلے معزز مہمانوں کا تعارف کروایا گیا جس کے بعد Miss Mansoora Baidoo نے تلاوت قرآن مجید کی اور عزیزہ مریم زاہد صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم قصیدہ ’یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ وَالْعِرْفَانِ‘ کے چند اشعار پڑھ کر سنائے۔عزیزہ رضوانہ مصطفیٰ صاحبہ نے ناصرات کا عہد دہرایا جس کے بعد Miss Farida Kusi نے استقبالیہ ایڈریس پیش کیا ۔جس کے بعد مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب نے افتتاحی خطاب سے نوازا۔

آپ نے سورۃ لقمان کی روشنی میں ناصرات سے خطاب کیا کہ والدین نے آپ کے لئے جو بے شمار قربانیاں کی ہیں ان کی خدمت کو شعار بنالیں اور اس سورۃ کے مطالعہ کی عادت ڈالیں۔

امیر صاحب کے خطاب کے بعد Miss Maryam Arkoh نے حقوق والدین کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے نہ صرف بچیوں کو بلکہ والدین کو بھی ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔

ناصرات ڈسپلے

ناصرات ڈسپلے میں تمام ناصرات نے حصہ لیا۔ہر ریجن کی ناصرات نے باری باری سٹیج پر آکر مختلف پروگرام پیش کئے جو مختلف تربیتی موضوعات پر تھے۔مثلاً برانگ اہافو ریجن کی ناصرات نے ایک تبلیغی نشست منعقد کی۔

علمی مقابلہ جات

رات کو علمی مقابلہ جات ہوئے جس کی صدارت مکرمہ حاجیہ رحمت مسلم صاحبہ نیشنل سیکرٹری تبلیغ نے کی ۔ناصرات نے یسرنا القرآن، تلاوت قرآن کریم اور دینی معلومات کے مقابلہ میں حصہ لیا۔ناصرات کے بعد لجنہ کے مقابلے بھی منعقد ہوئے جس میں ہر ریجن سے منتخب ناصرات اور لجنات نے حصہ لیا۔

ورزشی مقابلے

اجتماع کے دوسرے روز ورزشی مقابلوں کا پروگرام تھا ۔مختلف ورزشی مقابلے اور کھیلیں ہوئیں۔معمر عورتوں کے لئے بھی بعض پروگرام رکھے گئے۔

دوسرا روز

دوسرے روز کے پہلے اجلاس کی صدارت Madam Hajira Koray نیشنل صدر لجنہ اماءاللہ غانا نے کی۔اس میں گیسٹ سپیکر وزارت وومن افیئرز کی خاتون وزیر Mrs.Gladys Asmah تھیں ۔اس دن اکرا میں بچوں کا قومی دن منایا جارہا تھا جس میں مصروفیت کی وجہ سے وہ خود شامل نہ ہوسکیں البتہ انہوں نے Mrs Mariam Takie کو اپنی نمائندگی میں بھجوایا۔

لجنہ کے اس اجتماع کا Theme تھا’’مسلمان عورت! سماجی اور اخلاقی تبدیلی کی ضامن‘‘۔تلاوت ونظم کے بعد لجنہ کا عہد دہرایا گیا اس کے بعد مکرم امیر صاحب غانا نے لجنہ کو افتتاحی خطاب سے نوازا ۔آپ نے اپنے خطاب میں بتایا کہ چونکہ بچہ زیادہ تر ماں کے پاس رہتا ہے اس لئے اپنے اثر ورسوخ سے وہ بچہ میں نیک تبدیلی پیدا کرسکتی ہے۔آپ نے عورتوں کو مختلف رنگ میں نصائح کیں۔

آپ کے بعد مکرمہ خدیجہ عیسیٰ احمد صاحبہ نے ’’خاندانی تنازعات!قومی ترقی کے لئے خطرہ‘‘ کے عنوان پر اور محترمہ فضیلہ مجیب الرحمٰن صاحبہ نے’’اسلام میں عورت کا مقام‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔

وزارت وومن افیئرز کی نمائندہ Mrs Mariam Takie نے تقریر کرتے ہوئے ملک کی سوسائٹی میں عورت کے کردار کی وضاحت کی اور بتایا کہ عورت کے مسائل کی اصل وجہ غربت اور جہالت ہے اور اسی وجہ سے جرائم اور بداخلاقیاں جنم لیتی ہیں۔انہوں نے بچوں کی تعلیم وتربیت پرزور دیا۔

اس دن چونکہ غانا میں بچوں کا قومی دن منایا جارہا تھا اس ضمن میں بچوں کی بہبود کے لئے گھانا کمیشن کی طرف سے فنڈ کی اپیل کی گئی جس پر صدر لجنہ کی طرف سے دوملین سیڈیز کا ایک چیک وزارت کی نمائندہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

وزارت پرائمری ،سیکنڈری اور گرل چائلڈ ایجوکیشن کی خاتون وزیر جو کل تشریف نہ لاسکی تھیں وہ آج تشریف لائیں اور خطاب فرمایا۔آپ کی تقریر قرآن وحدیث کے حوالوں سے مزین تھی جس میں مسلمان عورت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا تھا۔ آپ نے بھی آنحضرت ﷺ کی ہدایت کہ ہر بچہ علم حاصل کرے کی طرف توجہ دلائی کہ اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور اعلیٰ تربیت کریں۔

اس کے بعد لجنہ کی سالانہ نمائش کا افتتاح ہوا جس میں لجنہ نے اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی اشیاء کی نمائش کی۔

اختتامی تقریب

اختتامی تقریب کا آغاز چار بجے سہ پہر شروع ہوا۔تلاوت ونظم کے بعد Songs of Praises پیش کئے گئے۔ان پاکیزہ نغمات کے بعد Madam Sarah Anderson نے’’HIV وائرس کے حامل لوگوں سے شفقت‘‘ کے موضوع پر تقریر کی۔

اس تقریر کے بعد مجلس سوال وجواب ہوئی جس میں مکرم امیر صاحب نے سوالوں کے جواب دئے۔

اس کے بعد علمی و ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والی ناصرات اور لجنات میں انعامات تقسیم کئے گئے ۔سپورٹس میں سنٹرل ریجن اول رہا۔مجموعی کارکردگی میں اکرا ریجن اول قرار دیا گیا۔

محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ نے انعامات تقسیم کئے۔

تقسیم انعامات کے بعد مکرم امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی اور یہ اجتماع اپنے بابرکت اختتام کو پہنچا۔شامل ہونے والی لجنات کی تعداد ۶،۸۰۰ رہی۔

اللہ تعالیٰ شامل ہونے والوں کو جزائے خیر دے اور جملہ شرکاء اجتماع کو نیک اور فعال احمدی بنائے ۔ آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:

Anas A.Khan, John Thompson Solicitors

1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG

Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005

Fax: 020 8871 9398

Mobile: 0780-3298065

found.

مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کے
۱۹ویں سالانہ اجتماع کا کامیاب وبابرکت انعقاد

آسٹریلیا بھر سے ۲۵۳ خدام واطفال کی شرکت۔علمی وورزشی مقابلے

(رپورٹ: مسعود الرحمن ۔ ناظم اعلیٰ اجتماع)

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کو اپنا ۱۹واں سالانہ اجتماع ۵؍اور ۶؍اکتوبر ۲۰۰۲ء کو مسجد بیت الھدیٰ سڈنی میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ آسٹریلیا بھر سے ۲۵۳ خدام واطفال نے اس اجتماع میں شرکت کی۔ خدام واطفال کے مقابلوں کے علاوہ پہلی مرتبہ سات سال سے کم عمر بچوں کے مختلف علمی وجسمانی مقابلے منعقد ہوئے۔ خدام واطفال نے جوش وخروش کے ساتھ اس اجتماع میں شرکت کی۔

اجتماع کے دوران مربی سلسلہ میلبورن مکرم مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب نے اپنی تقریر میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور ﷺ کے صحابہ کی حضور ﷺ سے جنون کی حد تک عشق ومحبت کی کئی مثالیں پیش فرمائیں۔

آپ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضور ﷺ سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے پنڈت لیکھرام کا واقعہ بھی سنایا اور بتایا کہ ایک بار پنڈت لیکھرام کے ایک سے زائد بار سلام کرنے پر بھی آپؑ نے سلام کا جواب نہ دیا۔ تیسری بار سلام کرنے پر آپؑ کے ایک صحابی ؓ نے جو قریب کھڑے تھے عرض کیا کہ پنڈت لیکھرام آپؑ کو سلام کہہ رہا ہے۔ آپؑ نے سلام کا جواب نہ دیتے ہوئے اپنے صحابی سے فرمایا کہ میرے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تو گالیاں نکالتا ہے اور مجھ پر سلام بھیجتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسے شخص کے سلام کا جواب دینا تک پسند نہ کیا۔ اسی طرح بعض دیگر مثالیں بھی بیان کیں۔

۴؍اکتوبر بعد نماز مغرب وعشاء مجلس شوریٰ کی کارروائی میں موجودہ مسائل اور آئندہ مستقبل کی ضروریات پر تجاویز پیش کی گئیں۔

اجتماع کا آغاز پرچم کشائی کی تقریب سے ہوا۔ ڈاکٹر عمر شہاب خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا نے خدام الاحمدیہ اور مکرم ڈاکٹر منور احمد صاحب قائد مجلس ایڈیلیڈ نے آسٹریلیا کے پرچم کو لہرانے کی سعادت پائی۔ اس موقعہ پر اطفال الاحمدیہ ایڈیلیڈ نے آسٹریلیا کا قومی ترانہ پیش کیا۔

۵؍اکتوبر بروز ہفتہ

اجتماع کے پہلے حصہ کی کارروائی مکرم ڈاکٹر عمر شہاب خان صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کی زیرصدارت منعقد ہوئی۔

تلاوت قرآن کریم سے اجتماع کا رسمی آغاز ہوا۔ خدام کا عہد دہرانے کے بعد صدر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا جس میں آپ نے تمام خدام واطفال کی اجتماع میں شرکت کی کوششوں کو سراہا۔ آپ نے ان خدام واطفال کی خاص طور پر تعریف کی جنہوں نے دور دراز کی ریاستوں سے سینکڑوں میل سفر کر کے، اپنی ملازمتوں سے رخصت لے کر اور اس سفر کے لئے مالی قربانی کر کے اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق حاصل کی اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

افتتاحی خطاب کے بعد اجتماع کے مقابلہ جات کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ سب سے پہلے تلاوت، حفظ قرآن اور تقریری مقابلے منعقد کروائے گئے۔

نماز ظہر اور دوپہر کے طعام کے بعد ۱۰۰ میٹر دوڑ، تین ٹانگ دوڑ، ٹینس، کلائی پکڑنے اور Snooker کے مقابلے ہوئے۔

اجتماع کے دوران نماز تہجد باقاعدہ ادا کی گئی جس کے بعد درس قرآن وحدیث دیا جاتا رہا۔

۶؍اکتوبر بروز اتوار

پہلا اجلاس

اس اجلاس کی کارروائی خاکسار مسعود الرحمٰن ناظم اعلیٰ اجتماع کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب مبلغ سلسلہ میلبورن نے خطاب کیا۔

مولانا صاحب نے اپنے خطاب میں مختلف ایمان افروز واقعات سنائے جن سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ سے صحابہؓ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کس قدر اور کس معیار کی محبت رکھتے تھے۔ آپ کی تقریر نے خدام اور اطفال کے دلوں کو حضور ﷺ کی محبت کی روشنی سے منور کیا۔

اس تقریر کے بعد دینی معلومات کا پرچہ تقسیم کیا گیا۔ جس کے بعد مکرم مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب کی زیرصدارت مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی۔ جس کے بعد ورزشی مقابلہ جات منعقد ہوئے۔

دوسرا اجلاس

اس اجتماع کا آخری اجلاس مکرم مولانا محمود احمد صاحب شاہد امیر ومبلغ انچارج آسٹریلیا کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد تقسیم انعامات ہوئی۔ علم انعامی امسال بھی ایڈیلیڈ جماعت نے حاصل کیا۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں خدام کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ آپ نے خدام کو اپنے اخلاق کو بلند کرنے کی تلقین کرتے ہوئے والدین کے حقوق کو احسن طریق پر پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور مالی قربانیوں میں آگے بڑھنے کی طرف زور دیتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں سلیقہ شعاری سے اپنی زندگی بسر کرنی چاہئے اور تھوڑے میں بھی اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں فرمایا کہ کثرت مال ودولت کی خواہش ہمیشہ برباد کرتی ہے اس لئے اپنے نفس پر قابو پانے کی ضرورت ہے۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا ایک مقصد تقویٰ کا قیام تھا اور ہر چھوٹی بڑی برائی اور گناہ سے بچنے کی جدوجہد کا نام تقویٰ ہے۔

آپ نے فرمایا کہ جس سچی اور صاف تعلیم پر ہمارے بزرگوں نے عمل کیا ہمیں اس تعلیم کو اپنی اگلی نسلوں تک محفوظ حالت میں پہنچانا ہے۔

آپ نے خدام کو تلقین کی کہ ان باتوں سے دور رہیں جو خلاف تعلیم اسلام ہیں۔

اختتامی دعا کے بعد یہ اجتماع بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا جو مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا کی ملی یکجہتی، پیار ومحبت، جوش وخروش اور روحانی ماحول کی زندہ تصویر تھا۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

دارالسلام (تنزانیہ) میں نیشنل تربیتی کلاس کا انعقاد

(رپورٹ: مظفر احمد درانی)

جماعت احمدیہ تنزانیہ گزشتہ چند سال سے ہر چھ ماہ بعد ملکی سطح پر تربیتی کلاس کا انعقاد کرتی ہے۔ امسال دوسری کلاس ۳۰؍ستمبر تا ۴؍اکتوبر ۲۰۰۲ء کو دارالسلام میں منعقد ہوئی۔ یہ کلاس عموماً ہفتہ عشرہ کی ہوتی ہے لیکن امسال صوبہ کوسٹ کے صوبائی جلسہ سالانہ کی وجہ سے اسے جلد ختم کرنا پڑا۔ امسال اس کلاس کے ناظم اعلیٰ مکرم بکری عبید کلوٹا صاحب مبلغ سلسلہ کو مقرر کیا گیا جنہوں نے احسن رنگ میں اس کام کو نبھایا۔

۳۰؍ستمبر کو صبح نو بجے کلاس کا افتتاح خاکسار نے کیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم پڑھے جانے کے بعد خاکسار نے حاضرین پر واضح کیا کہ ایسی کلاسز حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی ہدایات کی روشنی میں ہیں کہ احباب جماعت اور خاص طور پر نومبایعین کی تعلیم وتربیت کے لئے زیادہ سے زیادہ پروگرام کئے جائیں اور انہیں حقانیت احمدیت سے بھرپور طریق پر آگاہ کیا جائے۔ اسی مقصد کے لئے آپ کو بلایا گیا ہے۔ ان چند ایام سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، تقاریر کے نوٹس لیں، جو بات سمجھ نہ آئے اسے پوچھ کر تسلی کریں۔

تربیتی کلاس کے حاضرین کا منظر

تدریس کا سلسلہ پانچ روز تک جاری رہا۔ روزانہ نماز تہجد باجماعت سے دن کا آغاز ہوتا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم دیا جاتا۔ صبح نو بجے کلاس ہوتی اور دوپہر کے وقفے کے بعد تین بجے پھر تدریس ہوتی۔ نماز مغرب وعشاء کے بعد خاکسار حاضرین کے سوالوں کے جواب دیتا۔ پانچ مرکزی مبلغین سلسلہ اور دو معلمین نے تدریس میں حصہ لیا۔

تربیتی کلاس میں اساتذہ تشریف فرما ہیں

خاکسار نے ۴؍اکتوبر کو خطبہ جمعہ میں اس کلاس کے اختتام کا اعلان کیا۔ شامل ہونے والوں کو مبارکباد دی اور مختلف ڈیوٹیاں دینے والوں کا شکریہ ادا کیا اور تلقین کی کہ جو علم حاصل کیا ہے اسے واپس جا کر دوسروں تک پہنچائیں اور نور احمدیت کو ہر طرف پھیلا دیں۔

ملک بھر سے پرانے اور نئے احمدیوں سمیت ۴۰۰ کی تعداد میں احباب نے اس کلاس سے فائدہ اٹھایا۔ اور اس عزم کے ساتھ لوٹے کہ واپس جا کر غیروں تک پیغام پہنچائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ان کے حوصلوں کو بلند رکھے اور انہیں مقبول خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی ۲۰۰۲ء

خدمتِ دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو

(حیدر علی ظفر۔ مبلغ انچارج جرمنی)

(دوسری و آخری قسط)

دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعودؑ نے اس دجالی زمانہ کے مناسب حال ایک فقرہ میں اپنی جماعت کے سامنے تمام دین کا نچوڑ اور خلاصہ پیش کر کے بیعت میں اپنی جماعت کے ہر فرد سے یہ اقرار لیا ہے کہ، ''مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا''۔ یعنی میرے ہر کام میری ہر حرکت اور ہر سکون میں دین مقدم ہوگا اور دنیا مؤخر۔ اُخروی زندگی اصل زندگی اور ورلی زندگی فرع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الحَیٰوۃُ الدُّنیا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ وَّ زِینَۃٌ وَّ تَفَاخُرٌ بَیْنَکُمْ وَ تَکَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِ ۔ کَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الکُفَّارَ نَبَاتُہٗ ثُمَّ یَھِیْجُ فَتَرٰہُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَکُونُ حُطَامًا۔وَ فِی الْاٰخِرَۃِ عَذَابٌ شَدِیدٌ وَّ مَغْفِرَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانٌ۔ وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنیَآ اِلَّا مَتَاعُ الغُرُوْرِ﴾

(سورۃ الحدید آیت نمبر ۲۱)

اے لوگو! جان لو کہ دنیا کی زندگی محض ایک کھیل ہے اور دل بہلاوا ہے اور زینت حاصل کرنے اور آپس میں فخر کرنے اور ایک دوسرے پر مال اور اولاد میں بڑائی جتانے کا ذریعہ ہے۔ اس کی حالت بادل سے پیدا ہونے والی کھیتی کی سی ہے جس کا اگنا زمیندار کو بہت پسند آتا ہے اور وہ خوب لہلہاتی ہے۔ مگر آخر تو اُس کو زرد حالت میں دیکھتا ہے پھر (اس کے بعد) وہ گلا ہوا چُورا ہو جاتی ہے اور آخرت میں (ایسے دنیا داروں کے لیے) سخت عذاب مقرر ہے اور بعض کے لیے اللہ کی طرف سے مغفرت اور رضائے الٰہی مقرر ہے۔ اور ورلی زندگی ایک دھوکے کا فائدہ ہے۔

اب اس جامع فقرہ کہ ''میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا''میں سب کچھ آ گیا۔ علم حاصل کریں، ملازمت کریں، شادی کریں مگر اس اقرار کو ہمیشہ سامنے رکھیں کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

''دنیوی شغلوں کو اس حد تک اختیار کرو کہ وہ دین کی راہ میں تمہارے لئے مدد کا سامان پیدا کر سکیں اور مقصود بالذات اُس میں دین ہی ہو۔ پس ہم دنیوی شغلوں سے بھی منع نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں کہتے کہ دن رات دنیا کے دھندوں اور بکھیڑوں میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کا خانہ بھی دنیا ہی سے بھر دو۔ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو وہ محرومی کے اسباب بہم پہنچاتا ہے۔''

(الحکم جلد ۶ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۴/ جولائی ۱۹۰۲ء)

نیز حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''تجارت کے وقت پر تجارت کریں اور اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت کو اس وقت بھی مد نظر رکھیں تا کہ وہ تجارت بھی عبادت کا رنگ اختیار کر لے۔ نمازوں کے وقت نمازوں کو نہ چھوڑیں۔ ہر معاملہ میں، کوئی ہو، دین کو مقدم کریں۔ دنیا مقصود بالذات نہ ہو۔ اصل مقصود دین ہو۔ پھر دنیا کے کام بھی دین ہی کے ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ کو دیکھو کہ انہوں نے مشکل سے مشکل وقت میں بھی خدا کو نہیں چھوڑا۔ لڑائی اور تلوار کا وقت ایسا خطرناک ہوتا ہے کہ محض اس کے تصور سے ہی انسان گھبرا اٹھتا ہے۔ وہ وقت جبکہ جوش اور غضب کا وقت ہوتا ہے ایسی حالت میں بھی وہ خدا سے غافل نہیں ہوئے۔ نمازوں کو نہیں چھوڑا۔ دعاؤں سے کام لیا''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۴۱۰۔۴۱۱)

لہٰذا دین کی خدمت کے لئے اپنی جان، مال، وقت اور عزت کی قربانی کیلئے ہر وقت تیار رہیں۔ صحابہ حضرت مسیح موعودؑ نے فدائیت کے جو نمونے دکھائے ہیں اور ہمارے لئے قابل تقلید اسوہ چھوڑا ہے ان کے ذکر کا وقت نہیں۔ تابعین اور تبع تابعین نے بھی اپنی قربانیوں سے تاریخ احمدیت کو مزین کیا ہے۔ عالمگیر جماعت کے لاتعداد سرگرم عمل مجاہد ہمارے سامنے ہیں جنہوں نے اپنے گھریلو آرام و آسائش کو چھوڑ کر محض للہ دور دراز کا سفر اختیار کیا اور اشاعت دین کا فریضہ ادا کیا۔ اگرچہ دین کا پھیلانا بہت مشکل کام ہے اور اس راہ میں چلنے والوں کو ہر قدم پر پہاڑ جیسی مشکلیں اور کانٹوں سے بھرے جنگل ملتے ہیں لیکن وہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

پست ہمت ہم نہیں اپنے ارادے ہیں بلند
گر خدا چاہے تو ڈالیں گے ستاروں پہ کمند

آج خدائے بزرگ و برتر کے فضل سے خدمتِ دین کا پاکیزہ جذبہ اس طرح دلوں اور دماغوں میں سما چکا ہے کہ قریباً ہر گھرانے نے ایک دو افراد وقف کی صورت میں اس خدمت کے لئے پیش کئے ہیں اور خادم دین کا جو وقار اور عزت احمدی عوام و خواص کے بعد خود امامِ وقت بلکہ خدا تعالیٰ کی نظر میں ہے وہ ہم میں سے کسی سے پوشیدہ نہیں اور دنیاوی طور پر بے حد تابناک مستقبل کے مالک اور حامل نوجوان دنیا، اپنے عزیزوں اور وطن کو چھوڑ کر محض دین کی خدمت کے جذبہ کے تحت مصروف عمل ہیں۔

لاریب خدمت دین ایک عظیم فضل الٰہی ہے اور جسے یہ فضل حاصل ہو جاتا ہے وہ اپنی خوش بختی پر جس قدر بھی ناز کرے کم ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس خوش بختی اور اعزاز کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ سے کسی انعام یا معاوضہ کی خواہش کی جائے۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر خدمت دین کا منصب سنبھالنے والوں کو خدا تعالیٰ خود بیکراں انعامات سے نوازتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ محض سعی مشکور ہے اور یہ قربانی اور ایثار کبھی بے ثمر نہیں رہتا بلکہ توقع اور حیثیت سے بڑھ کر بلکہ تصورات سے ماورٰی انعام کا ایک ایسا لمبا سلسلہ خدمت دین کا قدرتی نتیجہ ہے جو اولاد در اولاد چلتا ہے۔ ہمارے سامنے ڈھیروں مثالیں ہیں کہ خدمت دین کرنے والوں کو ہر حیثیت سے ترقی ملی۔ بظاہر انہوں نے دنیوی وجاہتوں سے منہ پھیرا مگر وجاہتیں اُن کے پیچھے پھرتی ہیں اور اگر ہم خدمت دین سے گریز کریں گے تو خدا کے کام رک نہیں جائیں گے صرف یہ ہوگا کہ ہم ناکام رہ جائیں گے اور دوسرے آگے چلے جائیں گے۔

پس ایک بار پھر میں احمدی نوجوانوں کو اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کرنے کی تحریک حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے الفاظ میں کرتا ہوں۔ فرمایا:

''مشرقی افریقہ ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے حالات کا یہی تقاضا ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنی زندگیاں وقف کریں اور یہاں مرکز میں رہ کر تربیت حاصل کریں۔ .... اس وقت ایک تو ہمارا طریق جامعہ احمدیہ میں داخل کر کے باقاعدہ مربی بنانے کا ہے۔ لیکن جس تعداد میں نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں اور ایک لمبا عرصے تک تعلیم ختم کر کے وہ باقاعدہ مربی بنتے ہیں اسے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہماری ضرورت کے ہزارویں حصہ کو بھی پورا نہیں کرتے ......۔ اس وقت اسلام خطرہ میں ہے اور ہمیں ہر مصیبت اور تکلیف برداشت کر کے بھی محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے کو دنیا میں بلند کرنا ہے توحید باری تعالیٰ کو دنیا میں قائم کرنا ہے۔ ......پس ہمارے نوجوانوں کو چاہئے کہ وہ اسلام کی ضرورت کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی اُخروی زندگی کی خاطر اور اس دنیا میں اپنی اور اپنی نسلوں کی بھلائی کی خاطر اپنی زندگی دُکھ اور تکلیف میں گزارنے کے لئے تیار ہوں تا ساری دنیا حلقہ بگوش اسلام ہو جائے اور حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض پوری ہو کہ ساری دنیا خدائے واحد کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے''۔ (الفضل ۸ جون ۱۹۶۶ء)

خدمت دین ایک ایسا امر ہے جو کسی منصب، کسی جگہ، کسی وقت، اور کسی خاص صورت کو نہیں چاہتا بلکہ جس حیثیت میں جس جگہ اور جیسے بھی اُس کی توفیق ملے اُسے اختیار کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ارشاد پیش کرتا ہوں۔ فرمایا:

''ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیّت باندھ لیں۔ جس طرز اور جس رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے، کرے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۲۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے متعلق سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ آپ کو بچپن سے ہی خدمت کے جو مواقع ملے اُن سے آپ نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور عمر کے لحاظ سے جو بھی کام کر سکتے تھے وہ کئے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خود بھی ایک دفعہ زمانۂ خلافت کے دوران فرمایا:

''ہم نے بچپن کی عمر میں بھی یہ کبھی نہ سوچا تھا کہ ہماری چند گھنٹے کی ڈیوٹیاں لگیں گی یعنی یہ کہا جائے گا کہ تم پانچ گھنٹے کام کرو اور باقی وقت تم آزاد ہو۔ ہم صبح سویرے جاتے تھے اور رات کو دس بجے گیارہ بجے گھر واپس آتے تھے وہ فضا ہی ایسی تھی اور ساروں میں ہی خدمت کا جذبہ تھا کوئی بھی اس جذبہ سے خالی نہ تھا۔ مجھے یاد ہے کہ بعض دفعہ ماموں جان (حضرت میر محمد اسحاق صاحب) کہتے تھے کہ اب تم تھک گئے ہو۔ کھانے کا وقت ہو گیا ہے اب تم جاؤ۔ لیکن ہمارا گھر جانے کو دل نہیں چاہتا تھا۔ بس یہی ہوتا تھا کہ دفتر میں بیٹھے ہیں اور اپنی عمر کے لحاظ سے جو کام ملتا ہے وہ کر رہے ہیں۔'' (تشحیذ الاذہان اپریل مئی ۱۹۸۳ صفحہ ۱۰ ''ناصر الدین نمبر'')

آپؒ کی بہن حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ اپنے ایک مضمون بعنوان ''میرے پیارے بھائی جان'' میں آپ کے بچپن کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ:

''بچپن ہی سے جماعتی کاموں میں دلچسپی لیتے اور ہر موقع پر جب بھی سلسلہ کے کسی کام کے لئے ضرورت ہوتی خدمت دین میں لگ جاتے۔ خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ہی دین کی خدمت کا شوق اور بے لاگ جذبہ دل میں پیدا کیا تھا۔ وہ سلسلہ اور اسلام کے جان نثار، بہادر، جری سپاہی تھے''۔

(مصباح۔ حضرت خلیفتہ المسیح الثالثؒ نمبر دسمبر ۱۹۸۲ء جنوری ۱۹۸۳ء صفحہ ۷۲)

خدمتِ دین کے تقاضے

خدمتِ دین کے کچھ تقاضے ہیں۔ اگر ایک خادمِ دین ان تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور تقویٰ اختیار کرتا ہے تو اس کے کاموں میں برکت ہوگی۔ خدمتِ دین اسے ثبات قدم بخشے گی اور اسے خدا تعالیٰ کی پناہ میں لے آئے گی جس کی بدولت وہ گمراہ ہونے سے بچ جائے گا۔ کیونکہ ایک متّقی شخص ہر قدم اٹھاتا ہوا خدا کی طرف دیکھتا ہے اور ہر امر میں خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے بچتا اور ہر وقت اس کی رضا کے مواقع کی تلاش میں رہتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے تقویٰ کو اعمال صالحہ کی روح اور جڑ قرار دیا ہے فرمایا:

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتّقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

آپؑ خدّامِ دین کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اگر تم اسلام کی حمایت اور خدمت کرنا چاہتے ہو تو پہلے خود تقویٰ اور طہارت اختیار کرو۔ جس سے خود تم خدا تعالیٰ کی پناہ کے حصن حصین میں آ سکو اور پھر تم کو اس خدمت کا شرف اور استحقاق حاصل ہو۔''

(انفاخِ قدسّیہ)

حضرت مصلح موعودؓ نے خدّام دین کو ان الفاظ میں بشارت دی، فرمایا:

''جب تم سچائی پر قائم ہو جاؤ گے۔ جب تم نمازوں میں باقاعدگی اختیار کر لو گے۔ جب تم دین کی خدمت کے لئے رات دن مشغول رہو گے۔ تب جان لینا کہ اب تمہارا قدم ایسے مقام پر ہے جس کے بعد کوئی گمراہی نہیں۔'' (مشعل راہ صفحہ ۳۱)

آپؓ خدام دین سے اپنی توقعات کا اظہار کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں؛

''پس ہمیشہ ہی خدائی جماعتوں اور خدائی سلسلوں کو یہ امر مدنظر رکھنا چاہئے کہ ان کے اندر زندگی کی روح پیدا ہو۔ ان کے اندر ایسے نوجوان پیدا ہوں جو دین کی خاطر اپنے آپ کو وقف کرنے والے اور تقویٰ کے ساتھ کام کرنے والے ہوں۔ دھڑے بازی کی عادت ان میں نہ ہو۔ وہ قضاء کے مقام پر پورا اترنے والے ہوں۔ اور دوسروں کا حق دینے کے معاملہ میں نہ دشمنی ان کے راستہ میں روک ہو، نہ دوستی ان میں جنبہ داری کا مادہ پیدا کرنے والی ہو۔ جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھے تو وہ یہ نہ دیکھیں کہ ہماری دوستیاں کن لوگوں سے ہیں اور ہمارے اس جواب کا ان پر کیا اثر پڑے گا۔ بلکہ وہ یہ دیکھیں کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ نے کیا کہا ہے اور قرآن میں کیا لکھا ہے۔''

(فرمودہ ۱۹ ستمبر ۱۹۵۲ الفضل ۲۶ ستمبر ۱۹۵۲)

پھر فرمایا:

’’ میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اپنے عملی نمونہ سے یہ ثابت کر دیں گے کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی واحد جماعت آپ ہی ہیں۔ اور یہ ثبوت اسی طرح دیا جا سکتا ہے کہ آپ لوگ اپنے اوقات کی قربانی کریں۔ اپنے مالوں کی قربانی کریں۔ اپنی جانوں کی قربانی کریں۔ اور خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت اور احمدیت کی ترویج کے لئے دن رات کوشش کرتے رہیں‘‘۔ (مشعلِ راہ صفحہ ۲۴۸)

نیکی کے کاموں میں مسابقت

خدمت دین کے بے شمار مواقع ہمارے سامنے آتے ہیں جن سے مسابقت کی روح کے ساتھ فائدہ اٹھانا چاہئے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ (سورۃ البقرہ آیت ۱۴۹)

ترجمہ: اور ہر ایک کے لئے ایک مطمحِ نظر ہے جس کی طرف وہ مُنہ پھیرتا ہے۔ پس نیکیوں میں ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ۔

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ فرماتا ہے: فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ یعنی خیر اور بھلائی کی ہر قسم میں سبقت کرو اور زور مار کر سب سے آگے چلو۔ سو جو شخص نیک وسائل سے خیر میں سبقت کرنا چاہتا ہے وہ درحقیقت حسد کے مفہوم کو پاک صورت میں اپنے اندر رکھتا ہے‘‘۔

(تبلیغ رسالت)

الغرض ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ﴾ ہر احمدی کا ماٹو ہونا چاہئے یہ ایک ایسا ماٹو ہے جسے نوجوانوں کو چاہئے کہ خوشخط لکھوا کر اپنے کمرہ میں نمایاں جگہ پر نصب کریں۔

خدمتِ دین کا مالی پہلو

خدمت دین کا ایک پہلو مالی قربانیوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس زمانہ میں قلمی جہاد کے ساتھ ساتھ مالی جہاد میں شمولیّت بہت اہمیّت رکھتی ہے۔ ایک دوسرے سے مال و دولت کی دوڑ میں آگے سے آگے بڑھنے کا رُجحان دن بدن بڑھتا جا رہا ہے اور یہ ایک ایسا ابتلاء ہے کہ جس سے خدا تعالیٰ نے ان الفاظ میں ہمیں متنبہ فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾

(سورۃ التغابن آیت ۱۶)

تمہارے مال اور تمہاری اولادیں صرف ایک آزمائش کا ذریعہ ہیں۔

مال انسان کو بہت عزیز ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ مال اس کی ضرورتوں کو پورا کرنے اور اُسے آرام پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ اگر اس کو یہ علم ہو جائے کہ فی الحقیقت خدا تعالیٰ ہی رزّاق ہے اور وہی اس کی حاجتوں کو پورا کرنے کا سامان کرتا ہے تو وہ مال کی بجائے مال دینے والے کے ساتھ محبت کرے اور اُس کی راہ میں اپنا مال خرچ کرے اور اُس کے فضلوں کا وارث بنے اور اپنی عاقبت کے سامان پیدا کرے۔

رسول کریم ﷺ کے صحابہؓ نے اپنے اموال کو خدا تعالیٰ کے لئے بے دریغ خرچ کیا اور اِسی میں آرامِ جان پایا۔ یہی خوبی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے والوں کو عطا فرمائی اور انہوں نے بھی خدا تعالیٰ کی خاطر مالوں کو حقیر سمجھا۔ یہ جذبہ قربانی عظیم الشان تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ خلیفۃ المسیح الاوّل حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی قربانیوں کے متعلق فرماتے ہیں؛

’’ اُن کے مال سے جس قدر مجھے مدد پہنچی ہے میں کوئی ایسی نظیر نہیں دیکھتا جو اس کے مقابل پر بیان کر سکوں۔ مَیں نے اُن کو طبعی طور پر اور نہایت انشراح سے دینی خدمتوں میں جان نثار پایا۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۲۰ از روحانی خزائن جلد نمبر ۳)

تاریخ احمدیت کا مطالعہ کیجئے تو صحابہ مسیح موعود اِسی رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں۔ نہ صرف صحابہ بلکہ آج کے مادیّت کے دور میں اسلام کی اشاعت و خدمت کے لئے بے دریغ اپنا مال خرچ کرنے والوں کا ایک سلسلہ جاری ہو چکا ہے۔ جَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاء۔ اب میں اس حصّہ کو حضرت مسیح موعودؑ کے اس فرمان سے مزیّن کرنا چاہتا ہوں۔ فرمایا:

’’یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجالا کر خدا تعالیٰ اور اس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو بلکہ یہ اُس کا احسان ہے کہ تمہیں اِس خدمت کے لئے بلاتا ہے۔ اور مَیں سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجالائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لئے ہے۔ پس ایسا نہ ہو تم دل میں تکبّر کرو۔ اور یا یہ خیال کرو کہ ہم مالی یا کسی قسم کی مدد کرتے ہیں۔ میں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں۔ ہاں تم پر اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے۔‘‘ (تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۵۴۔۵۶)

پھر فرمایا:

’’اگر تم اس قدر خدمت بجالاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائدادوں کو اس کی راہ میں بیچ دو پھر بھی ادب سے دور ہوگا کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت رحمتِ الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اس کے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دل میں ہے وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ آسمان سے عجیب سِلسلۂ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے۔ پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے۔ یہ تمام خیالات ادب سے دور ہیں۔ اور جس قدر بے ادب جلد ہلاک ہو جاتا ہے ایسا جلد کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔‘‘

(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحہ ۵۴۔۵۶)

نظامِ جماعت کی اطاعت

جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے 113 سال ہو گئے ہیں اور اب اس کی شاخیں 175 ممالک میں پھیل چکی ہیں۔ باوجود شدید مخالفت کے خلافتِ حقّہ کی برکت سے جماعت برابر ترقی کے راستہ پر گامزن ہے۔ جماعت کا ہر فرد اُس نظام سے منسلک ہے جو خلیفۂ وقت کی نگرانی میں کام کر رہا ہے۔ خلیفۂ وقت کی اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ اس نظام کو چلانے والوں کی مکمل اطاعت کرنا بھی میرے نزدیک خدمت دین ہے۔ ہمارے عہدیدار جو کسی بھی خدمت پر مقرّر ہوتے ہیں وہ جماعت کے کاموں یا اپنے فرائض کو ادا کرنے کے لئے اپنی بہترین صلاحیتوں کو کام میں لاتے اور اپنے ذاتی کاموں کا حرج کر کے اپنے قیمتی اوقات کی قربانی دیتے ہیں۔ ان کی اس قربانی اور محنت اور جماعت کے بے مثال نظام سے پوری طرح فائدہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ ہم اُن کی اطاعت کریں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اطاعت کو دین کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

’’تم اپنے اندر سلسلہ (یعنی خلیفۂ وقت اور اس کے قائم کردہ نظام) کی صحیح اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ پیدا کرو............ یہ سلسلہ چونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اس لئے اس کے مقابلہ میں کسی انسان کی پرواہ نہ کی جائے خواہ وہ کوئی ہو...... خوب یاد رکھو کہ اطاعت، اطاعت، اطاعت خلاصہ ہے دین کا۔ جو شخص افسر کی اطاعت نہیں کرتا وہ سمجھ لے کہ اس کی نمازیں اور اس کے روزے اور اس کا ایمان اُسے کوئی فائدہ نہ دے سکے گا۔ وہ کفر کی سرحد پر کھڑا ہے اور ایک دھکّے سے کافروں میں جا گرے گا۔............ پس میں آج پھر یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اندر اطاعت اور فرمانبرداری کی روح پیدا کرو۔ جب تک یہ روح زندہ رہے گی احمدیت زندہ رہے گی۔‘‘ (الفضل ۱۵ جون ۱۹۴۴)

اس موقعہ پر میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کا بیان فرمودہ اسلامی تاریخ سے اطاعت کا ایک ایمان افروز واقعہ بیان کرتا ہوں فرمایا:

’’ پس میں نوجوانوں کو کہتا ہوں کہ دین کی خدمت کے لئے آگے آئیں اور صرف آگے ہی نہ آئیں بلکہ اس ارادہ کے ساتھ آگے آئیں کہ انہوں نے کام کرنا ہے۔ گو حضرت خالد بن ولیدؓ نوجوان آدمی تھے۔ حضرت عمرؓ نے آپؓ کی جگہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو کمانڈر انچیف مقرر کر دیا۔ اس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ کی پوزیشن ایسی تھی کہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے خیال کیا کہ اس وقت ان سے کمانڈ لینا مناسب نہیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو اپنی برطرفی کا کسی طرح علم ہو گیا۔ وہ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ کے پاس میری برطرفی کا حکم آیا ہے لیکن آپ نے ابھی تک اس حکم کو نافذ نہیں کیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے کہا۔ خالد تم نے اسلام کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ اب بھی تم خدمت کرتے جاؤ۔ خالدؓ نے کہا یہ ٹھیک ہے لیکن خلیفۂ وقت کا حکم ماننا بھی ضروری ہے۔ آپ مجھے برطرف کر دیں اور کمانڈر انچیف کا عہدہ خود سنبھال لیں، میرے سپرد آپ چپڑاسی کا کام بھی کر دیں گے تو میں اسے خوشی سے کروں گا لیکن خلیفۂ وقت کا حکم بہرحال جاری ہونا چاہئے۔ حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ نے کہا کمان تو مجھے لینی ہی پڑے گی کیونکہ خلیفۂ وقت کی طرف سے یہ حکم آچکا ہے لیکن تم کام کرتے جاؤ۔ خالدؓ نے کہا آپ حکم دیتے جائیں، میں کام کرتا جاؤں گا۔ چنانچہ بعد میں ایسے مواقع بھی آئے کہ جب ایک ایک مسلمان کے مقابلہ میں سو سو عیسائی تھا لیکن خالدؓ نے ہمیشہ یہی مشورہ دیا کہ آپ ان کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہیں۔‘‘ (فرمودہ ۱۹ دسمبر ۱۹۵۵ء مطبوعہ الفضل ۱۸ دسمبر ۱۹۵۵ء)

خلیفۂ وقت کی اطاعت

ایک خادم دین کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن مجید کے بیان ﴿سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا﴾ (سورۃ البقرہ آیت ۲۸۶) کا ایک عمدہ نمونہ بنے۔ خدا تعالیٰ، رسول مقبول ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ کی اطاعت کے ساتھ خلیفۂ وقت کی اطاعت ایک ایسا امر ہے جس کے بغیر نہ ہم ترقّی کر سکتے ہیں اور نہ ہی اسلام کے حق میں دنیا میں کوئی عظیم الشّان تغیّر پیدا ہو سکتا ہے۔ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ ایک مستجاب الدعوات اور صاحب کشف و رویاء بزرگ تھے انہیں ۱۹۵۱ء میں جبکہ وہ قادیان میں بصورت درویش مقیم تھے الہام ہوا کہ ’’سب کو چھوڑ و خلیفے کو پکڑ و‘‘۔

(الفضل ۹ فروری ۱۹۵۱)۔

یہ الہام انہوں نے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو بھی لکھ دیا۔ اس پر آپ نے اُن کا یہ الہام اخبار میں شائع کرواتے ہوئے دوستوں سے اس امید کا اظہار کیا کہ وہ اس سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ پس الہام میں جیسا کہ ظاہر ہے یہی بتایا گیا ہے کہ اگر تم ترقّی کرنا چاہتے ہو تو تمہیں چاہئے کہ دین کی خدمت کے لئے خلیفۂ وقت کے احکام پر کمربستہ رہو اور اپنے رشتہ داروں یا دوستوں کی محبت کی وجہ سے اس اطاعت میں کوئی فرق نہ آنے دو کیونکہ خلیفۂ وقت کی اطاعت سے رضائے الٰہی وابستہ ہے۔

(ماہنامہ الفرقان اپریل مئی ۱۹۶۴ صفحہ ۲۸)

خلفاء ایسے وجود ہوتے ہیں جو ہر وقت خدا تعالیٰ سے زندہ تعلّق رکھے ہوئے ہوتے ہیں اور جس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں اصل میں اس میں خدا کی رضا ہی پوشیدہ ہوتی ہے۔ پس جس کام میں خدا تعالیٰ کا ہاتھ کارفرما ہو وہ پورا ہو کر رہتا ہے۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

اب میں اپنی تقریر کو خلیفۂ وقت کے ان ارشادات پر ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

’’ اَے محمد مصطفےٰ ﷺ کے غلامو! اور دینِ محمد

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

F0ZMAN FOODS
A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
0181-553-3611

بقیہ خطبہ عید الاضحیہ از صفحہ نمبر ۴

اور روحوں پر چونکہ بدن کوئی نہیں ہوتا اس لئے کپڑے سے ڈھانکنے کی ضرورت نہیں۔

ازالہ اوہام میں ہے: ’’راست باز لوگ روح اور روحانیت کی رو سے خدا تعالیٰ کی طرف اٹھائے جاتے ہیں نہ یہ کہ ان کا گوشت اور پوست اور ان کی ہڈیاں خدا تعالیٰ تک پہنچ جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ خود ایک آیت میں فرماتا ہے ﴿لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ﴾ (الحج:۳۸) یعنی خدا تعالیٰ تک گوشت اور خون قربانیوں کا ہرگز نہیں پہنچتا بلکہ اعمالِ صالحہ کی روح جو تقویٰ اور طہارت ہے وہ تمہاری طرف سے پہنچتی ہے‘‘۔

(ازالہ اوہام حصہ اول روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۲۴۷)

قربانی کا مفہوم مزید بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’یہ قربانیاں اس کالُب نہیں۔ پوست ہیں۔ رُوح نہیں جسم ہیں۔ اس سہولت اور آرام کے زمانے میں ہنسی خوشی سے عید ہوتی ہے۔ اور عید کی انتہا ہنسی خوشی اور قسم قسم کی تعیّشات قرار دیئے گئے ہیں۔ عورتیں اسی روز تمام زیورات پہنتی ہیں۔ عمدہ سے عمدہ کپڑے زیب تن کرتی ہیں۔ مرد عمدہ پوشاکیں پہنتے ہیں اور عمدہ سے عمدہ کھانے بہم پہنچاتے ہیں۔ اور یہ ایسا مسرت اور راحت کا دن سمجھا جاتا ہے کہ بخیل سے بخیل انسان بھی آج گوشت کھاتا ہے۔ خصوصاً کشمیریوں کے پیٹ تو بکروں کے مدفن ہو جاتے ہیں۔ گو اور لوگ بھی کمی نہیں کرتے۔ الغرض ہر قسم کے کھیل کود، لہو ولعب کا نام عید سمجھا گیا ہے مگر افسوس ہے کہ حقیقت کی طرف مُطلق توجہ نہیں کی جاتی‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۳۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

’’حضرت ابراہیم علیہ السلام میں یہ استقامت ہی تو تھی کہ خواب میں حکم ہوا کہ تو بیٹا ذبح کر، حالانکہ خواب میں تعبیر اور تاویل بھی ہو سکتی تھی، مگر خدا تعالیٰ پر ایسا ایمان اور دل میں ایسی قوت ہے کہ یہ حکم پاتے ہی معاً تعمیل کے واسطے تیار ہو گئے اور اپنے ہاتھ سے نوجوان بیٹے کو ذبح کرنے لگے۔ آج کل اگر کسی کا بچہ امراض میں مبتلا رہ کر مر جائے تو خدا تعالیٰ کی نسبت ہزار ہا شکوک پیدا ہو جاتے ہیں اور شکوہ وشکایت کے لئے زبان کھولتے ہیں لیکن ایک ابراہیمؑ ہے کہ بیٹے کی محبت کو کچل ڈالا اور اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کو تیار ہو گیا۔ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کو خدا تعالیٰ کبھی ضائع نہیں کرتا‘‘۔ (ملفوظات جلد اوّل طبع جدید۔ صفحہ ۵۱۶)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

’’حضرت ابراہیمؑ نے جس قربانی کا بیج بویا تھا اور مخفی طور پر بویا تھا، آنحضرت ﷺ نے اس کے لہلہاتے کھیت دکھائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے ذبح کرنے میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں دریغ نہ کیا۔ اس میں مخفی طور پر یہی اشارہ تھا کہ انسان ہمہ تن خدا کا ہو جائے۔ اور خدا کے حکم کے سامنے اس کی اپنی جان، اپنی اولاد، اپنے اقرباواعزاء کا خون بھی خفیف نظر آوے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں جو ہر ایک پاک ہدایت کا کامل نمونہ تھے، کیسی قربانی ہوئی۔ خونوں سے جنگل بھر گئے۔ گویا خون کی ندیاں بہہ نکلیں۔ باپوں نے اپنے بچوں کو، بیٹوں نے اپنے باپوں کو قتل کیا اور وہ خوش ہوتے تھے کہ اسلام اور خدا کی راہ میں قیمہ قیمہ اور ٹکڑے بھی کئے جاویں تو ان کی راحت ہے۔ مگر آج غور کر کے دیکھو کہ بجز ہنسی اور خوشی اور لہو ولعب کے روحانیت کا کونسا حصہ باقی ہے۔ یہ عید اضحیٰ پہلی عید سے بڑھ کر ہے اور عام لوگ بھی اس کو بڑی عید تو کہتے ہیں مگر سوچ کر بتلاؤ کہ عید کی وجہ سے کس قدر ہیں جو اپنے تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور روحانیت سے حصہ لیتے ہیں۔ اور اُس روشنی اور نور کو لینے کی کوشش کرتے ہیں جو اس ضُحی میں رکھا گیا ہے‘‘۔ (الحکم نمبر ۱۴ جلد ۴ بتاریخ ۱۷/اپریل ۱۹۰۰ء)

مزید فرماتے ہیں:۔

’’﴿لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ﴾ یعنی دلوں کی پاکیزگی سچی قربانی ہے، گوشت اور خون سچی قربانی نہیں۔ جس جگہ عام لوگ جانوروں کی قربانی کرتے ہیں خاص لوگ دلوں کو ذبح کرتے ہیں۔

مگر خدا نے یہ قربانیاں بھی بند نہیں کیں تا معلوم ہو کہ اِن قربانیوں کا بھی انسان سے تعلق ہے۔ خدا نے بہشت کی خوبیاں اس پیرایہ میں بیان کی ہیں جو عرب کے لوگوں کو چیزیں دلپسند تھیں وہی بیان کر دی ہیں تا اس طرح پر اُن کے دل اس طرف مائل ہو جائیں اور دراصل وہ چیزیں اَور ہیں، یہی چیزیں نہیں۔ مگر ضرور تھا کہ ایسا بیان کیا جاتا تا کہ دل مائل کئے جائیں۔

(روحانی خزائن جلد ۲۱۔صفحہ ۴۲۰)

’’خدا تعالیٰ نے شریعتِ اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اور اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔ پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئی ہیں لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَاؤُھَا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ﴾ (الحج: ۳۸) یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا اور نہ خون پہنچتا ہے مگر تمہاری تقویٰ اس کو پہنچتی ہے یعنی اس سے اتنا ڈرو کہ گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ۔ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔ جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے‘‘۔ (چشمۂ معرفت۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۹۹ حاشیہ)

اب یہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تقویٰ کی تعریف کی ہے اس کو سن کر تو ہر احمدی ڈر جائے گا کہ ہم اس تقویٰ سے خالی ہیں لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعریفات نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی ہیں اس سے اوپر درجہ تصور نہیں ہو سکتا۔ پس اس وقت ڈرنے کی ضرورت نہیں، دعا کی ضرورت ہے۔ بڑے انکسار سے دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری قربانیوں کو بھی اس درجہ کی قربانیاں بنائے کہ اس کے ہاں مقبول ٹھہریں۔

آج یہ جو بڑی عید کی خوشی ہے اس موقع پر ہم تمام عالمِ اسلام کو اور بالخصوص ساری عالمگیر جماعت احمدیہ کے بچوں، بچیوں، بڑوں، چھوٹوں اور خواتین کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اب یاد رکھیں کہ میں یہ جو عید پر مبارکباد دے رہا ہوں اب اس کے ’خیر مبارک‘ کے نہ فون آنے چاہئیں نہ خطوط آنے چاہئیں۔ میری طرف سے عید مبارک اور ہم سب کی طرف سے جو سن رہے ہیں آپ سب کو عید مبارک ہو اور یہ عید مبارک پہنچنا ہی بہت کافی ہے۔ ورنہ بعض دفعہ پھر واپسی پر ڈاک ’خیر مبارک‘ کے خطوں سے بھر جاتی ہے اور اس میں میرا وقت بہت سا ضائع ہوتا ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ میری طرف سے آپ کو مبارک ہو۔ آپ قبول فرمائیں اور یہی میری خوشی ہے۔ اللہ آپ سب کے لئے اس عید کو اور آئندہ آنے والی تمام عیدوں کو اَن گنت خوشیوں کا باعث بنائے اور اللہ کے فضلوں سے ہر احمدی گھرانہ فیضیاب ہو اور قیامت تک اللہ کی عنایات کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے۔

اب خطبہ ثانیہ کے بعد نیچے بیٹھ کر پھر کھڑے ہو کر جو میں دعا کرواؤنگا۔ اس میں آپ کو میں یاد دلاتا ہوں اسیر بھائیوں کے لئے جو ابھی تک بعض اسیر ہیں اور مشکلات میں مبتلا ہیں، شہدائے احمدیت کے خاندانوں کے لئے بھی دعا کریں۔ انہی سعادت مندوں کی قربانیوں کا فیض ہے جن کا مشاہدہ ہم سب اپنی زندگیوں میں آج کر رہے ہیں۔ اللہ ان سے ہمیشہ راضی رہے اور ہم سب اس کے رَاضِیَۃً مَّرْضِیَۃً بندوں میں شامل ہوں۔

عشق رسول ﷺ

ایک ممتاز صحابی حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ جنگ اُحد میں سخت زخمی ہو گئے۔ حضرت ابی بن کعبؓ آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر جنگ کے بعد آپؓ تک پہنچے۔ آپؓ اس وقت عالم نزع میں تھے۔ اس وقت آپ نے ایک مختصر پیغام دیا جو رہتی دنیا تک آب زر سے لکھا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ:

’’میری قوم سے کہنا کہ اگر تمہاری زندگی میں حضرت رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچی تو یاد رکھنا خدا تعالیٰ کے حضور تمہارا کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا‘‘۔ یہ الفاظ کہے اور آپؓ نے جان دے دی۔

(اسدالغابہ زیر حالات حضرت سعد بن ربیع)

M. S. DOUBLE GLAZING
Supplier & Installers
UPVC
Windows, Doors, Porches, Patio Doors
For Friendly Quote Please Contact Tel: 020 8664 8040
Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

”الفضل ڈائجسٹ“ کی ویب سائٹ میں نئے مضامین شامل کئے جارہے ہیں۔اس کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیت دعا

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۸؍جولائی ۲۰۰۲ء میں اخبار ”الحکم“ کی ایک پرانی اشاعت سے منقول حضرت سیٹھ عبداللہ بھائی اللہ دین صاحب کے مضمون میں حضرت مصلح موعودؓ کی قبولیت دعا کے ایسے واقعات بیان کئے گئے ہیں جن کا تعلق حضرت سیٹھ صاحب کی زندگی سے ہے۔

آپ بیان فرماتے ہیں کہ ۱۹۱۸ء میں میرے بیٹے علی محمد صاحب اور حضرت سیٹھ اللہ دین ابراہیم بھائی صاحب کے بیٹے فاضل بھائی تعلیم کے لئے قادیان گئے۔ ۱۹۲۰ء میں وہ میٹرک کرکے واپس آنے کی تیاری کررہے تھے کہ فاضل بھائی کو ٹائیفائیڈ ہوگیا جو بدپرہیزی سے ایسا بگڑا کہ زندگی کی کوئی امید نہ رہی۔ جب حضورؓ کو علم ہوا تو حضورؓ خود بورڈنگ ہاؤس تشریف لائے اور بہت دیر تک دعا کی۔اس کے بعد طبیعت معجزانہ طور پر سدھرنے لگی اور گویا نئی زندگی عطا ہوئی۔

اسی طرح میری لڑکی ہاجرہ کے پیٹ میں درد ہوگیا تو ڈاکٹر کو بلایا گیا۔ اُس نے کہا پیٹ میں پیپ ہے اور فوراً آپریشن ہونا چاہئے۔ یہ دسمبر کا مہینہ تھا اور مجھے جلسہ پر قادیان جانا تھا۔ چنانچہ ایک یورپین ڈاکٹر کو بلوایا۔ اُس نے کہا کہ نہ پیپ ہے اور نہ آپریشن کی ضرورت۔ جب پہلے ڈاکٹر کو پتہ چلا تو وہ کہنے لگا کہ اگر آپریشن کے بغیر یہ لڑکی بچ گئی تو ڈاکٹری چھوڑدوں گا۔ بہرحال میں جلسہ پر چلا گیا۔ واپس آیا تو یکایک لڑکی کی ناف میں سوراخ ہوگیا اور پیپ نکلنے لگی۔ ہم نے اُسی ڈاکٹر کو بلوایا جو کہتا تھا پیپ ہے۔ لیکن اُس نے کہا کہ وقت گزر چکا ہے، اب آپریشن کا وقت نہیں رہا۔ تب ہم نے فوراً حضورؓ کی خدمت میں تار دیا۔ خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر ایک معمولی دوائی سے شفا عطا فرمادی۔

حضورؓ کے ارشاد پر مَیں نے اپنے لڑکے علی محمد کو ICS کے لئے لندن روانہ کیا۔ پہلے انہوں نے ایم۔اے کرنا تھا جس کے چھ مضامین میں کامیابی حاصل کرلی لیکن ایک میں کئی بار فیل ہوگئے اور آخر مایوس ہوکر واپس آنا چاہا۔ مَیں نے حضورؓ سے اجازت چاہی تو فرمایا کہ مَیں نے خواب میں اُن کا نام پاس ہونے والوں کی فہرست میں دیکھا ہے اس لئے انشاء اللہ یہ یقیناً پاس ہوکر آئیں گے۔ مَیں نے یہ حال اپنے بیٹے کو لکھ دیا۔ مگر وہ پھر بھی فیل ہوگئے۔ اُن کے ایک استاد کو پتہ چلا تو اُنہوں نے تحقیق کی کہ فیل ہونے کی کیا وجہ ہے۔ تب یونیورسٹی کی طرف سے اطلاع ملی کہ آپ کے فیل ہونے کی خبر غلط تھی، آپ پاس ہوگئے ہو۔

ہم چار رشتہ داروں نے بمبئی میں ایک بلڈنگ سوا لاکھ روپیہ میں خریدلی۔ خیال تھا کہ اس کو فروخت کرکے پندرہ بیس ہزار نفع ہو جائے گا۔ مَیں نے یہ شرط پیش کی کہ حضورؓ سے دعا کروائیں گے اور پانچواں حصہ قادیان روانہ کریں گے۔ میرے دو رشتہ داروں نے یہ شرط مان لی لیکن ایک بمبئی والے نے انکار کردیا۔ تاہم مَیں نے حقیقت حضورؓ کی خدمت میں لکھ دی۔اس کے بعد غیر معمولی طور پر جائیداد کی قیمت بڑھنے لگی۔ ہم نے بمبئی والے کو لکھا کہ اسے بیچ دو۔ لیکن اُس کا خیال تھا کہ ابھی قیمت اَور بڑھے گی۔ اُس نے کہا کہ اس وقت یہ قیمت ہے، اگر ہم چاہیں تو اُس سے موجودہ قیمت لے کر یہ عمارت اُس کو بیچ سکتے ہیں۔ ہم نے ایسا ہی کیا اور اس طرح ہمیں ۸۰ ہزار روپے منافع ہوا جس میں سے ۱۶ ہزار قادیان بھیج دیئے اور باقی آپس میں تقسیم کرلئے۔ اس کے بعد اس عمارت کی قیمت تیزی سے کم ہونے لگی حتی کہ اٹھارہ سال گزر جانے پر بھی وہ عمارت بغیر فروخت کے اُسی طرح پر پڑی ہوئی ہے۔

میرے بھائی خان بہادر سیٹھ احمد الہ دین صاحب نے حضورؓ سے دو اہم معاملات کے متعلق دعا کروائی تو انہیں دونوں امور میں عظیم الشان کامیابی ہوئی اور دو لاکھ روپیہ منافع ہوا اور انہوں نے خوشی میں حضورؓ کی خدمت میں ۲۰ ہزار روپے روانہ کئے۔

ہم چار بھائی ایک تجارتی فرم چلاتے تھے۔ مَیں احمدی ہوا تو حضورؓ کی دعاؤں کی تاثیر محسوس کرتا۔ ماہوار ایک سو روپیہ حضورؓ کی خدمت میں نذرانہ روانہ کرتا اور سالانہ اوسطاً فرم کو دس ہزار روپیہ منافع ہوتا تھا۔ میرے دو اہلحدیث بھائیوں کو یہ پسند نہ تھا۔انہوں نے میری خوب مخالفت کی اور قادیان رقم بھجوانا بند کروادی۔ نتیجۃً منافع کی جگہ نقصان ہونے لگا۔ آخر فرم کی مشترکہ تجارت ختم ہوگئی اور مَیں نے یہ کاروبار اپنے ذمہ لے لیا اور ہر ماہ دوسو روپیہ حضورؓ کو بھجوانا شروع کیا تو سالانہ منافع پندرہ ہزار روپیہ مجھے ہونے لگا۔

ایک بار ایک معاہدہ مَیں نے کیا جس میں منافع کی امید تھی۔ لیکن چندروز میں نرخ بڑھ گیا اور منافع کی جگہ ۴۸ ہزار روپیہ نقصان کا خدشہ پیدا ہوگیا۔ مَیں نے گھبراکر حضورؓ کی خدمت میں سارا حال لکھا۔ خدا کے فضل سے آخر میں مجھے نقصان کے بجائے بیس ہزار روپیہ منافع ہوا۔

ہم چار بھائی دس سال تک ایک معاہدہ کے تحت فرم مشترکہ طور پر چلاتے رہے۔ پھر دو بھائیوں نے مشترکہ کاروبار کرنے سے انکار کرتے ہوئے ایک ایک لاکھ سے زائد رقم کا مجھ سے اور خان بہادر احمد بھائی سے مطالبہ کیا۔ اس معاملہ کو تین مشہور قانون دانوں کے ایک بورڈ کے سامنے رکھا گیا اور اُن کو ایک ایک ہزار روپیہ فیس دی گئی۔ مَیں نے حضورؓ کو ساری حقیقت لکھ دی تو جواب آیا کہ آپ بالکل بے فکر رہیں۔ آپ کو کوئی نقصان نہ ہوگا بلکہ آپ کے حق میں فائدہ ہوگا اور اگر بورڈ بھی آپ کو نقصان پہنچانا چاہے تو پھر بھی ہرگز وہ آپ کو نقصان نہ پہنچاسکیں گے۔

بورڈ نے ایک سال سے زیادہ عرصہ میں سارے حسابات کا جائزہ لیا اور آخرکار میرے خلاف جو ایک لاکھ چودہ ہزار روپیہ کا دعویٰ تھا وہ خارج کرکے سفر خرچ وغیرہ کے ضمن میں صرف ۱۳۰۹؍روپیہ کی ڈگری ہوگئی۔ اسی طرح دوسرے بھائیوں کے خلاف بھی اسی طرح کی ڈگریاں ہوئیں اور نتیجۃً مجھے ۳۴۱۴؍روپیہ کا منافع ہوا۔ کچھ عرصہ کے بعد مَیں بورڈ کے ایک رُکن کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا ہمارے مقدمہ کا فیصلہ آپ تینوں کے اتفاق رائے سے ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ صرف ایک معاملہ کے متعلق اختلاف تھا۔ جو سولہ ہزار روپیہ کی رقم مَیں نے بمبئی کی عمارت فروخت ہونے پر قادیان بھجوائی تھی، وہ رقم بورڈ کے دو ممبر میرے ذمہ ڈال رہے تھے۔ جبکہ ایک ممبر جو پارسی تھے اُن سے متفق نہیں تھے۔ چنانچہ تین میٹنگز کے بعد وہ متفق ہوگئے کہ وہ رقم مشترکہ منافع سے ادا کی گئی تھی۔ یہ بات معلوم ہونے کے بعد مجھ پر حضورؓ کے خط کے ایک ایک لفظ کی صداقت عیاں ہوگئی۔

سیرۃ حضرت مصلح موعودؓ

ماہنامہ ”مصباح“ فروری ۲۰۰۲ء میں حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ کا ایک مضمون پرانی اشاعت سے منقول ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی سیرۃ پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ بیان فرماتی ہیں کہ حضورؓ کو تربیت کا خیال ہمہ وقت رہتا۔ایک روز جب آپؓ افطاری کے وقت میرے ہاں تشریف لائے تو ایک عورت بھی آئی ہوئی تھی۔ مَیں اُس کے لئے بھی افطاری لینے لگی تو عزیزہ جمیل نے جو پاس ہی بیٹھی تھی اور بہت چھوٹی تھی، اُس عورت سے پوچھا کہ آپ کا بھی لوزہ ہے اور کیا آپ (وہ چیز) لیں گی۔ اس پر حضورؓ نے فرمایا کہ بچے کو سمجھانا چاہئے کہ مہمان سے اس طرح سوال نہ کرے بلکہ جو کچھ بھی سامنے ہو اُس میں سے پیش کردے۔

ایک دفعہ کام کرنے والی لڑکی نے کھانے کی میز پر حضورؓ کا پرہیزی ڈش لانے میں دیر کی۔ حضورؓ کھانے سے جلدی فارغ ہوکر حسب معمول کام کرنا چاہتے تھے۔ فرمایا: اگر میرا پرہیزی کھانا نہیں ہے تو مَیں کیوں انتظار کروں۔ مجھے خیال آیا کہ مَیں نے بروقت انتظام کیا ہوا ہے اور لڑکی نے دیر کردی ہے اور یہ کہ اگر حضورؓ نے اب کچھ نہ کھایا تو پھر سارا دن کچھ کھانے کا سوال نہیں رہے گا۔ اس لئے جب وہ لڑکی ڈش لے کر آئی تو مَیں نے غصہ سے اُس کی طرف دیکھا۔ حضورؓ نے میری اس کیفیت کو بھانپ لیا اور فرمایا کہ اس قدر جلالی کیفیت کا اظہار تمہارے چہرہ سے نہیں ہونا چاہئے تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ہماری ان گنت غلطیاں دیکھتی ہے مگر رحم وکرم سے پردہ پوشی فرماتی چلی جاتی ہے، ہم تو اُس کی مخلوق ہیں، ہمیں اپنے اندر اس ذات کے اوصاف پیدا کرنے چاہئیں۔

ایک بار دوران سفر میری آنکھیں خراب ہوگئیں۔ جب تک میری ہمت نے ساتھ دیا، مَیں کام کرتی رہی کہ اچانک آپؓ کی نظر مجھ پر پڑی۔ صورتحال معلوم ہونے پر آپؓ نے فوراً میری آنکھوں میں اپنے ہاتھ سے دوا ڈالی۔ پھر حکماً مجھے اوپر والی برتھ پر لٹادیا اور خود ہی چھوٹے موٹے کام کرتے رہے بلکہ میرا خیال بھی رکھا۔ کبھی کھانا دیا، کبھی پانی، کبھی چائے۔ فرماتے کہ تم نے اپنی تکلیف کو چھپانے کی کوشش کیوں کی، تمہارے نفس کا بھی تم پر حق تھا۔ پنکھوں کا رُخ میری طرف کردیتے۔ سفر ختم ہوا تو میرا ہاتھ خود پکڑا اور احتیاط سے اتارا۔ جب تک مجھے آرام نہ آگیا، بذات خود میرا خیال رکھا اور کئی دفعہ ازراہ مزاح فرمایا کہ تم ہمیں اس قدر سنگدل سمجھتی تھیں کہ اپنی تکلیف میں بھی ہماری دیکھ بھال کرتی چلی گئیں۔

ماہنامہ ”مصباح“ فروری ۲۰۰۲ء میں حضرت سیدہ چھوٹی آپا صاحبہ کا ایک مضمون پرانی اشاعت سے منقول ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی سیرۃ پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ بیان فرماتی ہیں کہ حضورؓ جب نماز باجماعت پڑھاتے تو عموماً جلدی ختم کردیتے لیکن جب اکیلے نماز پڑھتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ گویا اس دنیا میں نہیں ہیں۔ مَیں نے نماز میں آپؓ کے رونے کی آواز بہت کم سنی ہے لیکن آنکھوں سے رواں آنسو ہمیشہ دیکھے ہیں۔ تہجد کی نماز بعض دفعہ اتنی لمبی ہوجاتی کہ مجھے حیرت ہوتی کہ اتنا لمبا وقت آپؓ کھڑے کس طرح رہتے ہیں۔ مَیں نے سجدہ کی نسبت قیام میں آپ کو زیادہ دعائیں کرتے دیکھا ہے۔ نماز باجماعت کا اتنا خیال تھا کہ بیماری کی حالت میں گھر میں مجھے ساتھ کھڑا کرکے نماز جماعت سے پڑھادیتے۔ ذکرالٰہی کی اتنی عادت تھی کہ رات کو کروٹ بدلتے ہوئے ہمیشہ مَیں نے یہی کہتے ہوئے سنا: **سبحان اللّٰہ وبحمدہ سبحان اللّٰہ العظیم**۔

جمعہ کے دن خاص اہتمام فرماتے۔ باقاعدگی سے نہاکر خوشبو لگاتے۔ اچھی اور نفیس خوشبو پسند تھی۔ ناک کی حِس اتنی تیز تھی کہ معمولی سی بو برداشت نہیں کرسکتے تھے اور بہت تیز خوشبو سے نزلہ یا سردرد ہوجاتا تھا۔ خوشبو سونگھتے ہی بتادیتے کہ کس قسم کی خوشبو ہے۔ ایک بار ایک انگریز قادیان آیا جو خوشبوؤں کا خاص ماہر تھا اور اُس نے

اپنی ناک کئی ہزار پاؤنڈ میں بیمہ کروائی ہوئی تھی۔ اُس نے حضورؓ کو بعض خوشبوئیں سنگھائیں تو آپؓ نے اُن کے اجزاء بتانے شروع کئے۔ اُس نے حیرت کا اظہار کیا کہ ایک مذہبی راہنما کا خوشبوؤں کے بارہ میں علم اُس ماہر کے علم سے بھی زیادہ ہے۔

فرماتے کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہے۔ اس روز کھانے کا بھی خاص اہتمام فرماتے۔ تحریک جدید کے دنوں میں جب صرف ایک کھانا پکانے کی تاکید تھی تو بھی جمعہ کے روز ایک آدھ چیز زائد تیار کرنے کی اجازت تھی۔

قرآن مجید کی تلاوت آپؓ کثرت سے فرمایا کرتے اور زبانی بھی قرآنی دعائیں اور آیات بلند آواز سے پڑھتے رہتے تھے۔ سفر میں اکثر چھوٹی حمائل جیب میں ہوتی۔ ایک بار مَیں نے عرض کی کہ جلسہ کے لئے تقریر تیار کرنی ہے، سمجھ نہیں آتی کس موضوع پر کروں۔ فرمایا: یہ بھی کوئی مشکل بات ہے، قرآن مجید کھولو، جس آیت پر سب سے پہلے نظر پڑے اس کے مطابق مضمون تیار کرلو۔ میرا تو یہی طریق رہا ہے سوائے اس کے کہ کوئی خاص مضمون بیان کرنا ہو۔

طبیعت میں سادگی لیکن بہت نفاست تھی۔ فرمایا کرتے کہ کھانے کے وقت سب بچوں کو بھی ساتھ بٹھایا کرو، یہی تو وقت ہوتا ہے کہ جس میں بچوں کی عادات و اخلاق کا مَیں مطالعہ کرتا ہوں۔ اولاد سے بے حد محبت کے باوجود اگر کوئی ایسی بات ملاحظہ فرماتے جس میں احمدیت کیلئے غیرت کا سوال ہوتا تو بے حد ناراض ہوتے۔ ایک بچی کی شادی کے موقع پر اُس نے سہیلیوں سے سنا کہ سہرا بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ اُس نے منگوالیا۔ حضورؓ کو پتہ چلا تو بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ ابھی میرے پاس لاؤ۔ سہرا لایا گیا تو آپ اٹھے کہ ابھی اسے جلاؤں گا تاکہ آئندہ سبق ملے کہ ہم نے بدرسوم کو نہیں اپنانا اور دوسروں کے لئے نمونہ بننا ہے۔ آپؓ سہرا ہاتھ میں پکڑے باورچی خانہ کی طرف جارہے تھے کہ راستہ میں صحن میں حضرت اماں جانؓ بیٹھی تھیں۔ اُن کے دریافت فرمانے پر سارا معاملہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا: میاں! شادی کا سامان تو سہاگ کی نشانی ہوتا ہے، جلاؤ نہ، پھینک دو۔ چنانچہ آپ نے قینچی منگواکر اُسے ٹکڑے ٹکڑے کرکے کوڑہ میں ڈال دیا۔ اس طرح دو سبق دیئے: ایک بدرسوم سے نفرت کا اور دوسرا حضرت اماں جانؓ کے احترام کا۔

اسی طرح ایک بچی نے ایک نئی قسم کا بلاؤز خرید لیا اور یہ خیال نہ کیا کہ نیم آستین ہے۔ پہنا تو حضورؓ نے دیکھ لیا۔ حکم دیا کہ فوراً بدلو اور میرے پاس لاؤ۔ تعمیل ہوئی تو قینچی لے کر بلاؤز کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا تاکہ آئندہ کسی اَور کو اس کی خلاف ورزی کی جرأت نہ ہو۔

جب کسی خاص امر کیلئے دعا کر رہے ہوتے تو بیویوں اور بچوں کو بھی دعا کے لئے کہا کرتے تھے اور یہ بھی کہتے کہ اگر کوئی خواب آئے تو مجھے بتانا۔

چندہ کی تحریک کرتے تو اس بات کا خیال رکھتے کہ بچے کتنا چندہ لکھواتے ہیں۔ اگر کسی کا کم دیکھتے تو متوجہ کرتے کہ تم اس سے زیادہ قربانی کر سکتے ہو یا اگر کوئی چندہ کی ادائیگی میں دیر کرتا تو ماؤں سے کہتے کہ بچوں کو توجہ دلاؤ۔ شروع میں تحریک جدید کا اعلان صرف تین سال کے لئے تھا۔ پھر اسے دس سال تک کے لئے بڑھادیا اور فرمایا کہ اگر کوئی چاہے تو چوتھے سال کا وعدہ اپنے تیسرے سال کے چندہ سے کم کرسکتا ہے لیکن پھر اس وعدہ میں ہر سال اضافہ کرتا جائے۔ مَیں نے حالات کی تنگی کے باعث اس سال کا وعدہ کم کردیا۔ آپؓ نے مجھے لکھا کہ بے شک اجازت مَیں نے دی تھی لیکن تم سے امید نہیں رکھتا تھا کہ کم کردوگی۔ جتنا مَیں تمہیں جیب خرچ دیتا ہوں، اتنے میں بعض لوگ اپنے بیوی بچوں کا خرچ چلاتے ہیں۔ (اُس زمانہ میں ہمیں ۱۵ روپے ملتے تھے)۔

......❁......❁......❁......

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی پاکیزہ سیرت کے عنوان سے ایک مضمون ماہنامہ "خالد" فروری ۲۰۰۲ء میں مکرم عطاء الوحید باجوہ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

مکرم صوفی بشارت الرحمٰن صاحب، مکرم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب اور مکرم میاں عباس احمد صاحب ایک بار ڈلہوزی میں سیر کرتے ہوئے فرقہ رادھا سوامی کے گرو کے درس میں شامل ہوگئے اور وہاں کچھ اعتراضات کئے اور مجلس سے اٹھ کر آگئے۔ گرو صاحب نے ان کی شکایت حضرت مصلح موعودؓ سے کردی۔ اگلے روز حضورؓ نے مسجد میں بہت غصہ میں ان تینوں سے پوچھا کہ یہ کیوں اُن کے درس میں مخل ہوئے۔ اس پر صوفی صاحب نے عرض کیا کہ گرو صاحب نے حضرت نوحؑ کے بارہ میں نامناسب بات کی تو مَیں نے کھڑے ہوکر اعتراض کیا۔ اس پر گرو صاحب نے پوچھا: "تُو اندر گیاویں؟" تو مَیں نے اُن کے کمروں کی طرف دیکھنا شروع کردیا اور کہا کہ کیھڑے اندر؟۔ اس پر حضورؓ کھلکھلا کر ہنس پڑے اور فرمایا کہ یہ اُن کا خاص محاورہ ہے، اُن کی مراد تھی کہ کشف وغیرہ کا تجربہ تمہیں ہے؟...... اب حضورؓ کا موڈ بدل چکا تھا، فرمانے لگے کہ اُن کا کوئی نوجوان میرے درس میں آکر اعتراضات کرنے لگے تو تمہارا ردّعمل کیا ہوگا۔ ہم نے عرض کی آئندہ ایسی غلطی نہیں ہوگی۔ پھر حضورؓ نے ہمیں رادھا سوامی مذہب کی تفصیل بتائی۔

ایک بار بٹالہ میں احمدیوں اور غیراحمدیوں کا ایک مناظرہ تھا۔ مخالفت زوروں پر تھی۔ دوکانداروں سے احمدیوں کا بائیکاٹ کروادیا گیا۔ ایک رات عشاء کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کو قادیان میں رپورٹ پہنچی کہ مناظرہ کے سلسلہ میں باہر سے جانے والے جو احمدی باغ میں مقیم ہیں، اُنہیں کھانا نہیں ملا۔ حضورؓ یہ سنتے ہی بے چین ہوگئے۔ آپؓ نے خود بھی اُس وقت تک کھانا نہیں کھایا تھا۔ اُسی وقت مقامی عہدیداروں کو بلایا کہ ابھی یہ رپورٹ آئی ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ صبح ہوتے ہی انتظام کردیا جائے گا۔ فرمایا کہ پھر مجھے تمام رات جاگنا پڑے گا۔ یہ سنتے ہی اُنہیں اپنی غلطی کا احساس ہوا اور عرض کیا کہ ابھی انتظام کرتے ہیں۔ دوسرے دن علم ہوا کہ جب حضورؓ کو بٹالہ کے احمدیوں کو کھانا پہنچانے کی اطلاع رات گئے دی گئی تو اس کے بعد حضورؓ نے کھانا کھایا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک موقع پر فرمایا: "ہر احمدی باپ کا فرض تھا کہ اپنی اولاد کے لئے تفسیر کبیر خریدتا...... مَیں نے تو سب سے پہلے اسے خریدا اور حق تصنیف کے طور پر اس کا ایک نسخہ لینا پسند نہیں کیا کیونکہ مَیں اس پر اپنا کوئی حق نہ سمجھتا تھا۔ مَیں نے سوچا کہ مجھے علم خداتعالیٰ نے دیا ہے، وقت بھی اُسی نے دیا ہے اور اُسی کی توفیق سے مَیں یہ کام کرنے کے قابل ہوا ہوں۔"

سنّت کی پیروی اور استاد کے ادب کے حوالہ سے یہ واقعہ اہم ہے کہ ۱۹۲۹ء میں ایک بار حضورؓ نے کشمیر کا سفر اختیار فرمایا اور اس دوران خواجہ کمال الدین صاحب کی عیادت کیلئے بھی تشریف لے گئے۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا: "اسلامی سنّت کو پورا کرنے کیلئے اور اس وجہ سے کہ مَیں چھوٹا تھا اور مدرسہ میں پڑھتا تھا، خواجہ صاحب نے تین چار دن مجھے حساب پڑھایا تھا اور اس طرح وہ میرے استاد ہیں، مَیں اُن کی عیادت کیلئے گیا تھا۔"

مفتی ضیاء الدین ضیاء صاحب سابق مفتی اعظم پونچھ اپنے ایک منظوم کتابچہ "نوحہ کشمیر" میں لکھتے ہیں کہ کشمیر کی تحریک آزادی کے آغاز پر مظلوموں کی مدد کرنے کیلئے بہت سے زعماء ہندوستان کی خدمت میں خطوط بھیجے گئے جن میں علامہ اقبال، شیخ صادق حسین امرتسری، امام جماعت احمدیہ اور خواجہ حسن نظامی دہلوی شامل ہیں۔ امام جماعت احمدیہ کی طرف سے یکمشت ایک خطیر رقم موصول ہوئی لیکن باقی سب کی طرف سے یہ جواب آیا کہ آپ نے ایسے خطرناک کام میں کیوں ہاتھ ڈالا؟۔

......❁......❁......❁......

حضرت مصلح موعودؓ غیروں کی نظر میں

ہفت روزہ "بدر" قادیان ۶/ فروری ۲۰۰۲ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے بارہ میں مختلف اہم افراد اور اخبارات کی آراء شامل اشاعت ہیں۔ بعض حوالہ جات غیر ملکی اخبارات سے لئے گئے ہیں۔

"جریدۃ الف والیاء" دمشق لکھتا ہے: "آپ نہایت ذہین، بہت روانی اور سلاست و فصاحت سے بولنے والے اور زبردست دلائل اپنی تائید میں پیش کرنے والے ہیں۔ بحث و مباحثہ سے اور مناظرہ سے نہ تھکتے ہیں نہ اکتاتے ہیں"۔ "آپ کے چہرے کے خدوخال آپ کے نہایت ذہین ہونے پر دلالت کرتے ہیں اور آپ کو دیکھنے والا آپ کے رعب و وقار سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا"۔

اخبار "فتی العرب" دمشق لکھتا ہے: "...... جلال و وقار چہرہ پر غالب ہے، دونوں آنکھیں ذکاوت وذہانت اور غیر معمولی علم و عقل کی خبر دے رہی ہیں۔ آپ ان کے چہرہ کے خدوخال میں، جبکہ وہ برف کی مانند اپنی پگڑی پہنے کھڑے ہوں، یہ دماغی قابلیتیں دیکھیں تو آپ کو یقین ہو جائے گا کہ آپ ایک ایسے شخص کے سامنے ہیں جو آپ کو قبل اس کے کہ آپ اسے سمجھیں خوب سمجھتا ہے، آپ کے لبوں پر تبسم کھیلتا رہتا ہے جو کبھی ظاہر اور کبھی پوشیدہ ہو جاتا ہے اور اگر آپ اس کیفیت کو دیکھیں تو آپ اس تبسم کے نیچے جو معنی ہیں اور جو اس میں جلال ہوتا ہے اس سے حیران ہو جائیں گے"۔

......❁......❁......❁......

حضرت اماں جانؓ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳/ جولائی ۲۰۰۲ء میں حضرت اماں جانؓ کی سیرۃ پر روشنی ڈالتے ہوئے محترمہ صاحبزادی امۃ الرشید صاحبہ (بیگم محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب) لکھتی ہیں کہ حضرت اماں جانؓ کا طریق یہ تھا کہ صبح سویرے بیدار ہوکر تہجد ادا کرتیں۔ فجر کی نماز آپؓ کے صحن میں حضرت مصلح موعودؓ کے گھر کی سب بیٹیاں اور بیویاں مسجد مبارک کے نمازیوں کے ساتھ ادا کرتیں۔ پھر آپؓ کسی اچھی آواز والی لڑکی سے قرآن پاک سنتیں۔ وہیں ناشتہ آجاتا جو بسکٹ اور چائے ہوتی۔ پھر سیر کیلئے کسی کے ساتھ نکلتیں۔ دو چار گھروں میں جاکر حال احوال دریافت فرماتیں اور سلیقہ سے زندگی بسر کرنے کے اصول بتاتیں۔ کئی گھروں میں ساتھ جانے والے خواتین کو ملاکر آپؓ نے صفائی ستھرائی کا کام بھی کیا، ہانڈی روٹی بنانی بھی سکھائی اور بچوں کی تربیت کے اصول سکھائے۔ بالکل بے تکلّفی کی زندگی تھی، کسی کے گھر جاکر کوئی اہتمام نہ کرنے دیتیں۔

آپؓ کسی پر بوجھ نہ بنتیں۔ ایک خادمہ ہوتی۔ راشن آجاتا اور خادمہ سے پکوالیتیں۔ اپنے سب کام خود کرتیں۔ طبیعت نہایت سادہ لیکن بہت نفاست پسند تھی۔ بچوں کے لئے سوہن حلوہ اور کھچڑی (ملا جلا خشک میوہ) بناکر بیت الدعا میں رکھا ہوتا۔ بچے بہانہ کرکے بیت الدعا جاتے اور اماں جانؓ سمجھتیں کہ بچے وہاں دعائیں کرنے جاتے ہیں۔ بعد میں پتہ چلتا کہ حلوہ اور کھچڑی ختم ہوگئی ہے۔ ویسے ہمیں دعائیں کرنے کا شوق بھی تھا۔ ایک دن جب مجھے بیت الدعا میں جگہ نہ ملی تو آپؓ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ بیت الدعا تو بہت بعد میں بنی ہے۔ بیت الفکر تو اس سے بھی پہلے کی ہے اور اس میں بھی حضرت مسیح موعودؑ نے بہت دعائیں کی ہیں اور بہت سے الہامات یہاں ہوئے ہیں، تم یہاں چلی جایا کرو۔

آپؓ رمضان میں خیال رکھتیں کہ کون کونسی پوتیاں روزے رکھتی ہیں۔ پھر اُن کا خاص خیال رکھتیں۔ کچھ نہ کچھ پکاکر رکھتیں۔ باجماعت نماز ادا کرنے پر بھی خوشی کا اظہار فرماتیں۔

جب آپؓ سندھ آتیں تو وہاں بھی میرا بڑا خیال رکھتیں۔ میرے سسر ہمارے ساتھ رہتے تھے۔ بار بار پوچھتیں کہ اُن کو ناشتہ بھجوادیا ہے، کیا بھیجا ہے۔ اگر آپؓ کو پہلے ناشتہ دیتی تو کہتیں: لڑکی! تیرا پہلا فرض تیرے سسر ہیں، تُو اُن کی بہو ہی نہیں بیٹی بھی ہے، پہلے اُن کو ناشتہ بھیج۔

میرے شوہر کی والدہ اُس وقت فوت ہوگئی تھیں جب وہ چار ماہ کے تھے۔ جب حضرت اماں جانؓ کو اس کا علم ہوا تو آپؓ نے کہا کہ آج سے مَیں تمہاری ماں ہوں۔ اور واقعی ماں بن کر دکھایا۔

......❁......❁......❁......

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603

Vol. 10 Friday, February 7, 2003 Issue No. 6

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

یورپ و امریکہ میں قہر الٰہی کی تجلّی

مارچ ۱۹۰۷ء میں حضرت مسیح الزماں بانی احمدیت کو الہام ہوا ’’قہر الٰہی کی تجلّی ہے‘‘۔ نیز انکشاف ہوا ’’یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلے گی جو بہت ہی سخت ہوگی‘‘۔ یہ ربانی وحی نہ صرف قادیان کے اخبار ’’بدر‘‘ اور ’’الحکم‘‘ میں بالترتیب انہی دنوں ۱۴؍اور ۱۷؍مارچ کے شماروں میں ریکارڈ کردی گئی بلکہ امریکہ کے اخبار ’’دی سنڈے ہیرلڈ‘‘ (The Sunday Herald)، بوسٹن نے حضرت اقدس کی پرانوار قدآدم شبیہ مبارک کے ساتھ ۲۳؍جون ۱۹۰۷ء کو شائع کردی جس کا جلی عنوان حسب ذیل تھا:

"Great is Mirza Ghulam Ahmad The Messiah foretold pathetic end of Doowie and now he predicts Plague, Flood and Earthquake."

یہ ہولناک خبر ٹھیک ۷۴ سال کے بعد ایڈز (Aids) کی بیماری کی صورت میں رونما ہو چکی ہے جس کی فتنہ سامانیوں اور تباہ کاریوں کا عبرتناک نقشہ شریعت بینچ سپریم کورٹ آف پاکستان کے سابق جسٹس محمد تقی عثمانی کے قلم سے ملاحظہ ہو:

’’یہ بیماری پہلی مرتبہ ایک ہی وقت میں ۱۹۸۱ء میں نیویارک، لاس اینجلیز اور سان فرانسسکو میں Gays یعنی ہم جنس پرستوں میں دریافت ہوئی اور اس کے بعد سارا امریکہ اور یورپ اس موذی مرض کی لپیٹ میں آگیا۔ اس بیماری کو ہم جنس پرستوں کا طاعون (The Gays Plague) بھی کہا جاتا ہے یعنی **طاعون کی طرح بلکہ طاعون سے بھی زیادہ مہلک ہے**۔ پچھلے دس پندرہ سالوں میں ایک درجن سے زیادہ مہلک وائرس دریافت ہوئے ہیں **جن سے کروڑوں انسان مر چکے ہیں**۔ ...... اس وقت دنیا میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ انسان اس مرض میں مبتلا ہیں۔

(’’یورپی تہذیب تباہی کے دہانے پر‘‘ صفحہ ۴۵۲۔ مؤلفہ ’’حضرت مولانا محمد تقی عثمانی‘‘۔ ناشر مکتبہ ارسلان اردو بازار کراچی۔ سن اشاعت جولائی ۲۰۰۱ء)

اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

......☆......☆......☆......

نفاذ شریعت اور اس کے مسائل

درج ذیل اقتباس جناب تقی عثمانی صاحب کی کتاب ’’نفاذ شریعت اور اس کے مسائل‘‘ صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳ سے ماخوذ ہے۔ یہ کتاب مکتبہ دار العلوم کراچی نمبر ۱۴ نے ذی الحجہ ۱۴۱۰ھ میں طبع کی۔ دیوبندی حلقوں میں انہیں ’’شیخ الاسلام‘‘ کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور دیوبندیوں کے نزدیک ’’ان کی ذات ملت اسلامیہ کے لئے نعمت خداوندی کی حیثیت رکھتی ہے‘‘۔

(عدالتی فیصلہ حصہ اول صفحہ ۱۲۔ ناشر ادارہ اسلامیات لاہور، کراچی۔ طبع دوم، مارچ ۲۰۰۰ء)

جناب عثمانی صاحب رقمطراز ہیں:

’’ہم نے ایک عرصہ سے جمہوریت، جمہوری اقدار، جمہوری افکار، جمہوری آزادیوں کا وظیفہ سمجھے بوجھے بغیر اتنی کثرت سے پڑھا ہے کہ جمہوریت بذات خود ’’خیر مطلق‘‘ بن کر رہ گئی ہے...... واقعہ یہ ہے کہ جب تک یہ الٹا طرز فکر باقی رہے گا ملک میں **حقیقی اسلام کا نفاذ ہرگز نہیں ہو سکے گا**۔ اس لئے کہ یہ طرز فکر اسلام اور شریعت کے بنیادی مفہوم ہی سے متضاد ہے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جانے کا نام ہے...... اتباع شریعت کا مقصد مخلوق کو نہیں خالق کو راضی کرنا ہے...... اسلام عوام کے پیچھے پیچھے چلنے اور ان کی خواہشات کی پیروی کے لئے نہیں ...... قرآن کریم کا ارشاد ہے ﴿وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَ هُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ﴾ اگر حق ان لوگوں کی خواہشات کے تابع ہو جائے تو آسمان و زمین میں فساد پھیل جائے۔ **اسلام تو ایسے ماحول میں آیا تھا کہ اس کے ارد گرد عوام کی اکثریت اسے ناپسند کرتی تھی ...... لہذا اسلام کو عوام کی مرضی اور جمہوریت کے تابع قرار دینا درحقیقت اسلام کے بنیادی تصوّر ہی سے متضاد ہے**‘‘۔ (صفحہ ۱۱۲)

جماعت احمدیہ مسلمہ کے خلاف ۱۹۷۴ء میں بھٹو اسمبلی کا فیصلہ اور ۱۹۸۴ء میں آمر ضیاء الحق کا بدنام زمانہ آرڈیننس عوام کی اکثریت کے بل بوتے پر اور فقط عوامی خواہشات کی تکمیل ہی کا شاخسانہ تھا جس میں ’’حقیقی اسلام‘‘ کا خون کرنے میں جناب تقی عثمانی اور ان کے ہم مسلک ’’بزرگ علماء‘‘ نے عوام کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جو سرگرم اور بنیادی کردار ادا کیا وہ ایک خونچکاں اور کھلا باب ہے۔

قریب ہے یارو روز محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

......☆......☆......☆......

حضرت سلطان باہوؒ اور ضمیر فروش ’’جاہل علماء‘‘

جناب خالد محمود قادری صاحب نے ’’افغانستان میں مسلمانوں کا قتل عام‘‘ کے نام سے امریکی مظالم کا انسائیکلوپیڈیا سپرد قلم کیا ہے جس کی اشاعت گزشتہ سال ۲۰؍فروری ۲۰۰۲ء کو جہاد فاؤنڈیشن لاہور کے زیر اہتمام ہوئی ہے۔ قادری صاحب نے دیباچہ کتاب میں بتایا کہ:

’’رسول اللہ ﷺ کی امت پر بے بسی طاری ہے، اذیت ناک سناٹا ہے، انتشار و افتراق کی گھٹائیں ہر طرف چھا رہی ہیں ...... حسد و بغض کی کالی اندھیاریوں نے ہمارے چمن کو ویران کر ڈالا ہے۔ امت شدید طور پر علم و فضل کے افلاس میں مبتلا ہے۔ **اجتماعی مفادات کی جگہ ذاتی اغراض نے ہمارے قلب و جگر پر پرچھائیں طاری کر رکھی ہیں**۔ دیکھو ؎

قافلۂ حجاز میں اک حسین بھی نہیں
گرچہ ہیں تابدار ابھی دجلہ و فرات

(صفحہ ۳۷)

آپ اس المناک حقیقت کو بے نقاب کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

’’حضرت سلطان باہو نے بھی ضمیر فروش عالموں کی مذمّت کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں ؎

پڑھ پڑھ حافظ کرن تکبّر ملّاں کرن وڈیائی۔ ہُو
گلیاں دے وچ پھرن نمانے بغل کتاباں چائی۔ ہُو
جتھے ویکھن چنگا چوکھا اوتھے پڑھن کلام سوائی۔ ہُو
دوہاں جہانیں مٹھے باہو جنہاں کھادی ویچ کمائی۔ ہُو

(صفحہ ۶۵، ۶۶)

بقیہ خدمت دین کو اک فضل الٰہی جانو (تقریر جلسہ جرمنی) از صفحہ نمبر ۱۱

ﷺ کے متوالو! اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں۔ تم میں سے ہر ایک مبلّغ ہے اور ہر ایک خدا تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہوگا۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو۔ کوئی بھی تمہارا کام ہو۔ دنیا کے کسی خطّہ میں تم بس رہے ہو۔ کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو۔ تمہارا اوّلین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمد ﷺ کی طرف بلاؤ اور اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ (خطبہ جمعہ ۲۵ فروری ۱۹۸۳ء)

حضور ایدہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

’’خوشی اور مسرت اور عزم اور یقین کے ساتھ آگے بڑھو۔ تبلیغ اسلام کی جو جوت میرے مولا نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزار ہا سینوں میں یہ لَو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہ دینا! اس کو بجھنے نہ دینا! تمہیں خدائے واحد و یگانہ کی قسم! اس کو بجھنے نہ دینا۔ اس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم اس شمع کے امین بنے رہو گے تو خدا اسے کبھی بجھنے نہیں دے گا۔ یہ لَو بلند تر ہوگی اور پھیلے گی اور سینہ بہ سینہ روشن ہوتی چلی جائے گی اور تمام روئے زمین کو گھیر لے گی اور تمام تاریکیوں کو اجالے میں بدل دے گی‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ اگست ۱۹۸۳ء)

عہد کی پابندی

عہد کی پابندی کا احساس آنحضرت ﷺ کے قلب مبارک میں تھا اس کا ایک عجیب نظارہ غزوہ بدر میں بھی نظر آیا۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ کہتے ہیں کہ مَیں اور میرا ایک ساتھی ابوحسیل سفر میں تھے کہ کفار مکہ نے ہمیں پکڑ لیا کہ تم محمد (ﷺ) کے پاس جا رہے ہو (تا کہ آپؐ کے لشکر میں شامل ہو جاؤ)۔ ہم نے کہا کہ ہم تو مدینہ جا رہے ہیں۔ اس پر انہوں نے ہم سے یہ عہد لے کر چھوڑا کہ ہم مدینہ چلے جائیں گے اور کفار کے خلاف لڑائی میں شامل نہ ہوں گے۔ یہ عہد گو جارحانہ حملہ آوروں نے جبراً لیا تھا اور کسی معروف ضابطہ اخلاق میں اس کا ایفاء لازمی نہیں تھا مگر حضور ﷺ کو عہد کا اتنا پاس تھا کہ ایسے نازک وقت میں جبکہ ایک ایک سپاہی کی ضرورت تھی آپؐ نے فرمایا: ’’تو پھر تم جاؤ اور اپنے عہد کو پورا کرو۔ ہم اللہ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور اسی کی نصرت پر ہمارا بھروسہ ہے‘‘۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب الوفاء بالعہد)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔